عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
انٹرنیشنل
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
جلد نمبر ۱۲ شمارہ نمبر ۳۹ بتاریخ ۴ تا ۱۰ مارچ ۱۹۹۴ء

ختم نبوۃ

دُنیا کی جو چیز
قرآن پاک سے الگ کرے
اسے آگ لگا کر راکھ کر دو۔
بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی ایک معرکۃ الآراء تقریر۔

تاریخی واقعات کی روشنی میں
عیدِ اقوام

قارئین ختمِ نبوت کو عید مبارک

اسلامی معاشرے میں فضول خرچی اور کنجوسی کی ممانعت

گستاخ رسول کی سزا اسلاف امت کی نظر میں

قرار نزول مسیحؑ حقانی بزبان مرزا قادیانی

ختم نبوت

ناصر مسلم کورنگی

نبوت ختم ہے فرمان ہے صلے علیٰ کا
نبی پیدا نہ ہو گا بعد میرے اس جہاں میں
غلام احمق کا شجرہ نسل کذابی سے ملتا ہے
غلام بدخباثت کا نشاں ہے قادیاں میں
کرو گے گر غلام دھریہ کی مرتد و پوجا
جہنم کا مزا لوٹو گے تم اگلے جہاں میں
کہ میں نے آنکھ کے اندھوں کا ایک میلا لگا دیکھا
گیا جب ایک دن شہر ربوہ مشرکاں میں
غلام احمق کا دعوی نبوت مرتد و دیکھو
مرا بیت الخلا میں وہ نجاست کے مکاں میں
صداقت کی طرف کیوں کر وہ آئیں شاعر مسلم
شعور حق کہاں ہے مشرکوں میں مرتداں میں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
کراچی
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲ ● شمارہ نمبر ۳۹ ● بتاریخ ۱۱؍ رمضان تا ۱۷؍ رمضان ۱۴۱۴ھ ● بمطابق ۴؍ مارچ تا ۱۰؍ مارچ ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱۔ نظم عید ______ ۴
۲۔ اداریہ ______ ۵
۳۔ دنیا کی جو چیز قرآن سے الگ کرے ______ ۶
۴۔ قرآن مجید سراپا شفا ______ ۸
۵۔ تاریخی واقعات کی روشنی میں اقوام عید ______ ۱۰
۶۔ اسلامی معاشرے میں فضول خرچی کی ممانعت ______ ۱۲
۷۔ گستاخ رسول اسلاف امت کی نظر میں ______ ۱۳
۸۔ اقرار نزول مسیح حقانی ______ ۱۴
۹۔ مسئلہ ختم نبوت۔ ذکری فتنہ ______ ۱۶
۱۰۔ رواداری کی آکاس بیل ______ ۱۹
۱۱۔ رتہ دوہتڑ توہین رسالت کیس ______ ۲۲
۱۲۔ فیروز آباد ______ اسٹیل مل ______ ۲۵
۱۳۔ سالانہ تربیتی کورس۔ ______ ۲۴

سرپرست
مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبد الرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

خزانچی
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر: عبد الرحمن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۰۳ بزنس ریکارڈر روڈ کراچی

اہتمام عید

از۔ڈاکٹر مبارک بقاپوری

اب کے برس کچھ ایسا کریں اہتمام عید
ظلم و ستم مٹائیں کہ روشن ہو نام عید
قربانیاں قبول جو کشمیریوں کی ہوں
ہر صبح ہر بہار تو ہر شام شام عید
خون جگر سے رنگ لیا عید کا لباس
زنداں میں قیدیوں نے کیا اہتمام عید
چہرہ ہے جن کا بدر تو ابرو ہلال ہے
اے چاند ان کو پہنچے ہمارا سلام عید
تاباں نہ شب گزیدہ سحر سے ہوئی فضا
دل کو جلا لیا ہے کہ روشن ہو شام عید
اب وہ دور خدایا نصیب ہو
اسلام کے جہاں میں رہے احتشام عید
یادیں لپٹ کے دیے گئیں جن کا مجھے پیام
ان دوستوں کو پہنچے مبارک سلام عید

سندھ میں قادیانی اشتعال انگیزیوں اور شرارتوں میں تیزی

اگر قادیانیوں کا بھگوڑا پیشوا مرزا طاہر اپنے پیروکاروں کو یہ ہدایت دے کہ تم پر بقول اس کے کوئی زیادتی ہو تو صبر سے کام لو تو دراصل اس کی یہ بات اس کے برعکس ہوگی بظاہر وہ صبر کا تلقین کرتا ہے لیکن بہ باطن وہ انتقام پر ابھار رہا ہے۔ اب صورت حال یہی ہے کہ صبر کی ہدایت کر رہا ہے اور قادیانی شرارتیں اور اشتعال انگیزیاں کر رہے ہیں گزشتہ دنوں سے قادیانی اشتعال انگیزیوں اور شرارتوں میں تیزی آئی ہوئی ہے مثلاً ہم نے گزشتہ شمارے میں گوجر خان میں قرآن پاک کی بے حرمتی کا ذکر کیا تھا جس میں قادیانی ملوث ہیں' پھر جڑانوالہ کے ایک نواحی چک میں ختم نبوت کے مثبت نعرے لکھنے والے نوجوانوں کو قادیانیوں نے بری طرح زدوکوب کیا اور رپورٹ بھی درج نہ ہونے دی۔

لیکن پنجاب سے زیادہ قادیانیوں کی توجہ اس وقت صوبہ سندھ پر ہے۔ علیحدگی پسند قوتوں کی انہیں سرپرستی حاصل ہے اس کی وجہ بظاہر یہی نظر آتی ہے کہ یہاں شرارتیں اور اشتعال انگیزیاں کرنے سے آنجہانی مرزا محمود کے اکھنڈ بھارت کے خواب کی تعبیر پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ پچھلے دنوں کا واقعہ ہے کہ انہوں نے قمبر علی خان لاڑکانہ کی ایک مسجد پر حملہ کرکے پانچ مسلمانوں کو زخمی کر دیا جب اس واقعہ کی اطلاع پولیس کو دی تو اس نے نہ ان کے خلاف کیس درج کیا اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی کارروائی کی۔ جمعیتہ علماء اسلام کے جنرل سیکریٹری حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب ان دنوں کراچی تشریف لائے ہوئے تھے یہ واقعہ ان کے گوش گزار کیا گیا انہوں نے وزیر اعلیٰ سندھ جناب سید عبداللہ شاہ صاحب سے ملاقات کی اور قادیانیوں کی اس خطرناک حرکت کے خلاف کارروئی کرنے کا مطالبہ کیا۔ شنید ہے کہ وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر مقدمہ درج ہوا لیکن نتیجہ ڈھاک کے وہی تین پات چوتھے کی آس نہیں۔ وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے باوجود ان فتنہ پرور قادیانیوں کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا اور مقامی پولیس نے وزیر اعلیٰ کی ہدایت کو جوتے کی نوک پر رکھ دیا۔

اور اب تو قادیانی کھلے عام جلسے کرنے لگ گئے ہیں بدین شادی لارج میں پہلے بھی ان کے جلسے ہوتے تھے لیکن اس مرتبہ بڑی دھوم دھام سے جلسہ کیا جس میں مسٹر بھٹو مرحوم اور مسٹر ضیاء الحق کی موت کو قادیانیوں کی صداقت کی دلیل قرار دیا (اس مسئلہ پر ہم آئندہ شمارہ میں بحث کریں گے) جلسہ کرنا تبلیغ کے زمرے میں آتا ہے اور قادیانیوں کے لئے تبلیغ ممنوع ہے اسی وجہ سے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے بعد ان کا سالانہ جلسہ جو ربوہ میں ہوتا تھا وہ اب بند ہو چکا ہے لیکن ہم اسے حکومت کی بے حسی اور مقامی انتظامیہ کی قادیانیت نوازی ہی کہیں گے کہ انہوں نے قادیانیوں کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے انہیں جلسہ کرنے کی اجازت دی۔ حکومت کی اس لاپرواہی' بے حسی' عدم توجہی اور قادیانیت نوازی کا نتیجہ ہے کہ وہ اب مزید جری ہو گئے ہیں' تازہ ترین خبر یہ ہے:۔

حیدر آباد ۷ فروری (نمائندہ امن) شہریوں نے مسجد پر حملہ اور قرآن پاک کی بے حرمتی پر احتجاج کرتے ہوئے آج یہاں سڑکوں پر ٹائر جلائے تفصیلات کے مطابق جمعرات کی صبح ۴ بجے لطیف آباد کے یونٹ نمبر ۳ کے نزد نور محمد کے جامع مسجد اقصیٰ میں ایک نامعلوم ملزم مسجد کی دیوار کود کر اندر داخل ہوا اور قرآن پاک کی بے حرمتی کرکے اس کے نسخوں کو گندگی پر پھینک دیا ملزم نے مسجد کی بجلی کاٹ کر بلب' ٹیوب لائٹوں اور قرآنی آیات کے فریموں کو توڑ ڈالا۔ واقعہ کا علم ہونے پر مسجد کے موذن کو مسجد کے برابر رہائش پذیر خطیب مولوی اللہ جڑیو اور مسجد کمیٹی کے نگران محبوب علی کو صورت حال سے آگاہ کیا جنہوں نے مسجد پہنچ کر لاؤڈ اسپیکر سے اہل محلّہ کے نمازیوں کو آگاہ کیا۔

سندھ میں مسجدوں پر حملے' نہتے نمازیوں پر فائرنگ اور قرآن پاک کی بے حرمتی کے واقعات پہلے بھی رونما ہو چکے ہیں لیکن کسی واقعہ پر بھی ایکشن نہیں لیا گیا۔ اگر ایسے واقعات پر عوام میں سے کوئی مدعی سامنے نہ آئے تو حکومت خود مدعی ہوتی ہے اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے اشتعال انگیز واقعات کی روک تھام کے لئے خود ہی کیس رجسٹرڈ کرکے ان کے خلاف کارروائی کرے۔ سابقہ واقعات اور گوجر خان میں رونما ہونے واقعات کی روشنی میں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ حیدر آباد کا واقعہ بھی قادیانی تخریب کاروں نے کیا ہے۔

اس وقت پاکستان خصوصاً صوبہ سندھ میں پاکستان پیپلزپارٹی کی حکومت ہے جس کے بانی جناب ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا تھا گو ایسا عوامی دباؤ کے تحت ہوا لیکن پی پی پی کے رہنما جہاں بھٹو صاحب کے دوسرے کارناموں کا ذکر کرتے ہیں وہاں اس کارنامے کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اگر پیپلزپارٹی والوں کو جناب بھٹو صاحب سے عقیدت اور محبت ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ

۱ قمبر علی خان میں مسجد میں گھس کر قادیانیوں کے حملہ کرنے والے پانچ مسلمانوں کے زخمی ہونے کے واقعہ کا سختی کے ساتھ نوٹس لیا جائے اور مجرموں کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دی جائے۔

۲ قادیانی غیر مسلم ہی نہیں مرتد اور زندیق بھی ہیں انہیں تبلیغ کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے بدین شادی لارج میں جلسہ کرنے والوں کو فوری طور پر گرفتار کرکے آئندہ کے لئے اول تو پورے پاکستان میں ورنہ صوبہ سندھ میں انہیں تبلیغ کی ممانعت کی جائے کیونکہ سندھ ان کی سرگرمیوں کا بطور خاص نشانہ بنا ہوا ہے۔

۳ گوجر خان سمیت حیدر آباد میں مسجد میں توڑ پھوڑ کرنے اور قرآن پاک کی بے حرمتی پر حیدر آباد کی قادیانی جماعت کے سرکردہ لیڈروں کو گرفتار کرکے اصل مجرموں کو حاصل کیا جائے اور پھر انہیں ایسی عبرت ناک سزا دی جائے جو دوسرے قادیانیوں کے لئے بھی عبرت ہو تاکہ وہ آئندہ ایسی جرات نہ کر سکیں۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت ان مطالبات کو حل کرکے عوام میں پھیلی ہوئی بے چینی کا سدباب کرے گی ورنہ حکومت یاد رکھے کہ ایسے واقعات حکمرانوں کا دھڑن تختہ بھی کر سکتے ہیں۔

گاہے گاہے باز خواں....

دنیا کی جو چیز قرآن پاک سے الگ کرے اسے آگ لگا کر راکھ کر دو

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی ایک ولولہ انگیز تقریر

حرف اول

جناب صدر محترم! میرے بزرگو! عزیز بھائیو اور معزز خواتین!

پرسوں آپ حضرات کے سامنے میں نے چند الفاظ اشارتاً عرض کیے تھے کہ جس مسئلہ کو ہم لوگ بیان کر رہے ہیں۔ ملتان کی اس کانفرنس کے اجلاسوں میں اس کے علاوہ پاکستان کے مختلف مقامات پر جلسے کے ذریعہ اعتقادات کے متعلق بہت کم کہا جاتا ہے۔ اور اعمال کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔

آج آپ دعا فرمائیں۔ انشاء اللہ العزیز عقیدے کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔

مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ ایسے اکابر کی موجودگی میں کیا عرض کروں....؟ اگر برسوں تک ان حضرات کی جوتیاں سیدھا کرتا رہوں تو بھی اس قابل نہیں ہو سکتا۔ مگر جب یہ حضرات خود ارشاد فرمادیں اور پھر مجھ ایسے ادنیٰ طالب علم کو حکم فرمادیں تو شرمسار ہوتا ہوں۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ایسے اکابر علماء کرام نے مجھے نوازا ہے اور معروضات سن کر مجھے سند بخشی ہے۔

فالحمدللہ علی احسانہ

حضرات! اس سے قبل ملتان میں اجمالی طور پر مجھے موقع ملا تھا۔ دل کھول کر نہ تب بیان کر سکا' نہ آج بیان کر سکتا ہوں۔ آپ بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل اس نصف شب میں اس ناتوانی کی حالت میں آپ کے سامنے ہوں۔ دعا فرماتے رہیے کہ اللہ تعالیٰ کچھ بیان کرنے کی توفیق عطا کرے۔

اسلام تین چیزوں کا احاطہ اور مجموعہ ہے۔ اعتقادات' عبادات اور معاملات۔

اسلام میں سب سے پہلا درجہ اعتقادات کا ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

"یہ کوئی بڑی نیکی نہیں کہ تم اپنے چہروں کو پھرا دو پورب کی طرف یا پچھم کی طرف بلکہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ' آخرت کے دن اور فرشتوں اور کتاب اور تمام نبیوں کے ساتھ ایمان لائے۔"

اس آیت کریمہ میں سب سے زیادہ عقائد اور یقین کو درست کیا ہے۔ کیونکہ جب تک کوئی یقین نہ ہو اس وقت تک عملی قدم نہیں اٹھ سکتا۔

جو شخص خداوند قدوس کے وجود کا قائل ہی نہیں' حساب کتاب کا دن مانتا ہی نہیں' اس آخری دن کا خیال ہی اس کے دماغ میں موجود نہیں ہے کہ کوئی ایسا دن بھی آئے گا جس کے بعد کوئی دن نہ ہوگا' ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ اب ایسا شخص عملی زندگی کیسے درست کر سکتا ہے؟ یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے کہ دنیا میں کوئی ہاتھ حرکت نہیں کر سکتا جب تک اس کے پیچھے کوئی عقیدہ موجود نہ ہو۔

عقیدہ

یہ ایک عربی لفظ ہے جسے یقین یا گٹھ کہہ لیجئے۔ عقیدہ ایک دل کی گرہ ہے۔ جیسے بھی پڑ جائے! دل کا خیال ہے' جیسا بھی آجائے۔

یوں سمجھ لیجئے! آپ اپنے بچے کی شادی کرتے ہیں۔ اس کی عورت کو اپنے گھر لاتے ہیں۔ اب اگر عورت آپ کے گھر آنے کے بعد یہ خیال کرنا شروع کردے شاید میں یہاں رہوں گی یا....؟ تو فرمایئے وہ گھر آباد رہ سکتا ہے....؟ گھر وہی آباد ہوتا ہے جس گھر میں آنے والی عورت پہلے ہی دن یہ فیصلہ کرلے کہ اب تو میں اس گھر کی ہو رہوں گی۔ مجھے اب یہیں رہنا ہے

بس اسی فیصلہ کا نام عقیدہ ہے تو اس صورت میں عقیدہ بنیاد ہو گیا۔ ہر عمل کا آپ چاہے کتنی عظیم الشان عمارت کھڑی کرلیں جب تک بنیاد کمزور ہوگی اس وقت تک عمارت کا کھڑا رہنا ناممکن ہے عمارت وہی قائم رہے گی جس کی بنیاد مضبوط اور مستحکم ہوگی۔ بڑے بڑے درخت آپ حضرات نے دیکھے ہیں اگر ان درختوں کی جڑیں کاٹ دی جائیں تو کیا درخت اپنے پاؤں پر کھڑا رہ سکتا ہے اور درخت کی جڑ اس کی بنیاد ہے۔ اگر وہ ختم ہو جائے تو سارا درخت فوراً گر پڑتا ہے۔

جن لوگوں نے سیلاب زدہ علاقوں کا معائنہ فرمایا ہے انہوں نے دیکھا ہوگا کہ بعض مقامات پر ایسے درخت کھڑے رہ جاتے ہیں جن کی صرف جڑیں نظر آ رہی ہوتی ہیں۔ چاروں طرف سے مٹی اٹھ جاتی ہے اور ننگی جڑوں کو دیکھ کر ہم یوں خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ درخت اب کھڑا نہ رہ سکے گا مگر وہ اپنے مقام پر بدستور کھڑا رہتا ہے اس کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔

اب شاید آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ ایسے ہی اعتقادات' بنیادیں اور جڑیں ہیں اعمال کی۔

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب قدس سرہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ جب آدمی کو کوڑھ کی بیماری لگ جائے پھر اس کو جتنی اعلیٰ سے اعلیٰ اور اچھی سے اچھی غذا دی جائے گی اس کا بدن گلتا چلا جائے گا۔ پھر مرض بڑھتا رہے گا کم نہیں ہونے کا۔

یہ طب کا ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ اس مرض کی اس صورت میں کبھی بھی اصلاح نہ ہوگی۔ ایسے ہی جس آدمی کا عقیدہ خراب ہو جائے بس سمجھ لیجئے کہ اس کی روح کو کوڑھ لگ گیا ہے۔ اب چاہے کتنے اچھے عمل کرتا رہے اصلاح نہ ہو سکے گی اور یونہی دوزخ کے قریب ہوتا چلا جائے گا۔

ہندوستان میں ایک بہت بڑی قوم ہندو بھی آباد ہے وہ رات دن خیرات' دان اور پن کرتے ہیں۔ ان کے اعمال کا صلہ کیوں نہیں ملتا اس لئے کہ وہ مشرک ہیں۔ کہیں آگ کی پوجا کرتے ہیں کہیں پانی اور مورتیوں کی۔ کروڑوں انسان ہیں جو مورتیوں کی شرمگاہوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ ان کو حل مشکلات خیال کرتے ہیں۔ وہ ان کے ہاں فتح و نصرت کے مالک ہیں۔ ان سے اولادیں مانگی جاتی ہیں۔ پھر ان پر چڑھاوے بھی چڑھائے جاتے ہیں۔ لاکھوں روپیہ یونہی برباد کیا جاتا ہے۔ آخر کہیں بھی اس کا کچھ صلہ ملتا ہے؟ ان کا صلہ اس لئے نہیں مل سکتا کہ ان کا عقیدہ غلط ہے۔ وہ خالق کائنات کو اس طرح نہیں مانتے جس طرح ماننے اور تسلیم کرنے کا حق ہے دراصل ان کی روح کو کوڑھ لگ گیا ہے اب چاہے دان اور پن کرتے ہوئے اربوں روپیہ خرچ

کرجائیں انھیں اس کا صلہ ملنے کا نہیں۔۔۔! تو عقائد کا درست ہونا بنیاد اور جڑ ہے عمل کی۔

قرآن کے متعلق

حضرات! اب یہ معلوم کرنا ہے نفس کتاب کے متعلق مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مقدس کتاب قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ کتاب جو میں نے اتاری ہے اس کے ساتھ مسلمان یہ عقیدہ رکھیں۔

حضرات! یہ کوئی میری شاعری نہیں' میرا بیان نہیں۔ بلکہ یہ خداوند عالم کا کلام ہے۔ فرمایا۔

"یہ کتاب جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی ہے۔ اس کتاب میں کوئی بھی شک نہیں۔ یہ کتاب سراسر ہدایت ہے ان لوگوں کے لئے جو پرہیزگار ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں۔"

اس آیت کریمہ میں تمام شبہات منزل اور منزل الیہ دونوں کی طرف سے ہوسکتے تھے وہ دور کردیئے اور صاف صاف لفظوں میں فرما دیا کہ اس کتاب (قرآن مجید) میں کسی قسم کا شبہ نہ منزل کی طرف سے اور نہ منزل الیہ کی طرف سے کیونکہ کتاب میں شبہ سارے دین میں شبہ کا موجب بنتا ہے۔ پھر دین کہاں؟ شبہات سے دین منہدم ہوجاتا ہے۔ اس سے تو ایک اینٹ باقی نہیں رہ سکتی۔ دین کی ساری عمارت مسمار ہو کر رہ جاتی ہے۔ کتاب تو خود اپنے منہ سے بولتی اور جواب دیتی ہے۔

"یہ کتاب حق بولتی ہے اس کتاب کے اتارنے والے' بکھیرنے والے' حفاظت کرنے والے' جمع کرنے والے خود اللہ تعالیٰ آپ ہیں' اس معاملہ میں کسی انسان کو کوئی دسترس نہیں۔"

نزول قرآن

جہاں کتاب نے اپنے ہمیشہ حق رہنے کا ذکر کیا۔ وہاں کتاب اپنے نازل ہونے کا واقعہ بھی بیان کرتی ہے۔

"نازل کی گئی یہ کتاب اس دونوں جہان کے پروردگار کی طرف سے۔"

پھر آگے بیان کیا کہ مجھے کون لے کر آیا' اور کس پر نازل ہوئی ہوں؟

"مجھے ایک امانت دار فرشتہ لے کر آیا اور نازل ہوئی آپ(محمدؐ) کے دل پر تاکہ آپ دونوں جہانوں کو ڈر سنائیں۔"

اللہ! اللہ! فرشتے کے ساتھ امین کی قید لگادی اور یہ شبہ دور کردیا کہ فرشتے نے یہ خیانت نہیں کی کہ نازل تو ہونا تھی کسی اور پر اور نازل ہوگیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ یہ نہیں بلکہ فرشتہ امین ہے' اس لئے وہ امانت جس کی طرف بھیجی گئی تھی۔ اسی کے سپرد کی ہے۔

پھر آگے خود بیان فرمایا کہ جو کتاب ہم نے آپ پر نازل کی ہے اس کی حفاظت کی آپ فکر نہ کریں۔

"ہم نے یہ کتاب اتاری اب ہم خود اس کی حفاظت کریں گے۔ یہ کلام ہمارا کلام ہے۔ یہ بات ہماری بات ہے۔ آپ تو صرف بولتے ہیں۔ آپ پر یہ قرآن ایک ہی دفعہ نہیں اتارا بلکہ آہستہ آہستہ اتارا گیا۔"

قرآن کو آیت آیت' لفظ لفظ' حصہ حصہ' جزا جزا' رکوع رکوع' کبھی کہیں' کبھی کہیں۔ کبھی محراب میں تو کبھی منبر پر' کبھی میدان میں تو کبھی عائشہؓ کے سامنے بیٹھے۔ کبھی فاطمہؓ کے دروازہ پر کبھی غاروں کے اندر۔ کبھی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر کبھی راہ چلتے۔ کبھی اونٹنی پر غرضیکہ مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں اتارا۔ آہستہ آہستہ اتارا تاکہ ساتھ ساتھ عملی پروگرام بھی چلتا رہے۔ جہاں جہاں اور جس جس موقع پر اس قرآن کی ضرورت پیش آتی رہی۔ ہم اتارتے رہے۔ کبھی حقیقت کو نکھارنے کے لئے کبھی مدمقابل کو جواب دینے کے لئے آیات نازل کیں۔

کیا حق ہے کسی انسان کو جس کو رب بکھیرے وہ اسے جمع کرے۔ یہ حق تو اسی ذات کو حاصل ہے جو اسے پھیلائے وہی سمیٹے اور فرمایا۔

"پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور کے ساتھ جو اس نے نازل فرمایا اور اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو جب اکٹھے ہونے والے دن تمہیں جمع کیا جائے گا۔ وہی دن ہار جیت کا دن ہوگا۔"

اشاعت قرآن

آج یہاں قاضی احسان احمد صاحب نے روس کی چھپی ہوئی ایک کتاب دی جس کا نام شاید "اسٹالین" ہے۔ قاضی صاحب نے اس کی طباعت وکتابت کی خوبیوں اور اس کی دلکشی و دلفریبی کی قصیدہ خوانی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ شاہ جی ملاحظہ فرمایئے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف سوا روپیہ ہے۔

میں کہتا ہوں یہ کوئی کمال نہیں ہے۔ اسٹالین کی حکومت اپنی سیاہی' اپنی قلم' اپنا کاغذ' اپنا پریس' ملازمین اور کارندے اپنے غرضیکہ اس سلسلہ کے وہ تمام سامان مہیا۔ وہ جو چاہے اور جس طرح چاہے شائع کرا سکتا ہے۔ اسے تو یہ کتاب دنیا کو مفت تقسیم کرنا چاہئے۔ یہ قیمت رکھ کر تو اس نے تمام خوبیوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ اسٹالین کا یہ کوئی کمال نہیں۔ کمال اور خوبی ملاحظہ کرنی ہو تو قرآن مجید کی تاریخ پر غور فرماویں۔

وہاں نہ قلم' نہ سیاہی' نہ دوات' نہ کاغذ' نہ پریس' نہ کوئی عملہ' نہ حکومت اور نہ ہی دنیاوی سازوسامان موجود ہے۔ جس کے بل بوتے پر قرآن کی اشاعت کا اہتمام کیا جاسکے۔ لیکن وہ قرآن آج لاکھوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ میں دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ قرآن پاک کی طباعت و اشاعت کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی ایسی کتاب لائے جو اس سے زیادہ اشاعت پذیر ہوتی ہو۔ اور اس سے زیادہ انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہو۔ سبحان اللہ قرآن پاک کو تھوڑا تھوڑا نازل کرکے ایسا سمو دیا تاکہ آپ بھی آہستہ آہستہ سکھاتے رہیں۔

تعلیم انبیاء

دنیا حیران ہے کہ وہ پیغمبر آخرالزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو لکھنا جانتے ہیں اور نہ پڑھنا۔

ولا تخطہ بیمینک وما تتلوا من قبلہ من کتب۔

"نہ تو آپ اپنے ہاتھ سے کچھ تحریر کرسکتے ہیں اور نہ کسی کتاب کو پڑھ سکتے ہیں۔"

دنیا ہے کہ پروانوں کی طرح جاں نثار ہورہی ہے۔ یہاں ایک بات کہہ دوں یاد رکھئے گا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر پیغمبر آخرالزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی نبی اور کوئی پیغمبر پڑھا لکھا نہیں آیا۔ دنیا کے کسی کتب خانہ' کسی یونیورسٹی' کسی دارالمطالعہ میں کسی نبی کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ دکھادو۔

نہ ہر کہ چہرہ برا فروخت دلبری داند
نہ ہر کہ آئینہ سکندری داند

دنیا نے تو نبوت و رسالت کو ایک مذاق بنا دیا ہے۔ نبوت تو خداوند قدس کی چادر ہے نبی سے خطا خدا پر طعن ہوتا ہے۔

حضرات میں عرض کررہا تھا کہ پیغمبر پڑھا لکھا نہیں آیا اور پڑھا ہو بھی کیسے؟ وہ پیغمبری کیا جو کسی استاد کے آگے زانوئے ادب تہ کرے پیغمبر اور نبی تو اللہ تعالیٰ کی گود میں پڑھتے ہیں وہ تو اللہ سے پڑھتے ہیں۔ اس لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو اس میں تعلیم دینے کا ہی ذکر کیا۔

اقرا باسم ربک الذی خلق۔

"اے محمدؐ! آپ اپنے رب کے نام پڑھیئے جس نے آپ کو پیدا کیا۔"

پیغمبر اللہ تعالیٰ کا شاگرد ہوتا ہے۔ پیغمبر ہر مجلس' ہر محفل اور ہر سوسائٹی میں بے داغ ہوتا ہے۔ حسب و نسب اور خاندان کے اعتبار سے بلند ہوتا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔

انا ابن عبدالمطلب انا النبی لا کذب۔

"میں عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہوں۔ اور میں سچا نبی ہوں۔"

یہ بات کوئی شاعرانہ قافیہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے اور وہ الفاظ ہیں جو قریش مکہ کی موجودگی میں کہے گئے۔

آپ قریش سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ جانتے ہو کہ میں صادق اور امین ہوں۔ حاضرین نے یک زبان ہو کر کہا واقعی آپ صادق اور امین ہیں۔

باقی آئندہ

قرآن مجید سراپا شفا سراپا رحمت و برکت

محمد اقبال حیدر آباد سندھ

قرآن مجید سراپا ہدایت اور شفا ہے۔ قرآن مجید رشد و ہدایت اور برکات رحمت خداوندی کا خزینہ ہے۔ کائنات ارض و سما میں خدائے ذوالجلال کا سب سے اعلیٰ و ارفع اور عظیم ذکر خود قرآن پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور جوڑ قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کے کلام "قرآن" سے تعلق ہو۔ یہ تعلق جتنا مضبوط ہو گا اسی قدر استحکام ایمان اور اطمینان نصیب ہو گا رحمتیں برکتیں بارش کی چھم چھم برسیں گی۔ مصائب و آلام سے نجات ملے گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی شان و اہمیت سمجھنے پڑھنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے قرآن مجید کی ہر ایک سورت کی کچھ نہ کچھ خصوصیات سید دوعالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمادی ہیں۔

سورۃ فاتحہ : اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں موت کے سوا ہر مرض کی شفا رکھی ہے خاص کر سورۃ فاتحہ میں جو تمام قرآن کریم کا خلاصہ و دیباچہ ہے جسے ہم نمازوں میں بار بار پڑھتے ہیں۔ ایسی سورت قرآن سے پہلے جتنی کتابیں آئیں کسی میں بھی نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اہمیت خود بتلائی (سورۃ الحجر) اے پیغمبرؐ اور ہم نے آپ کو سات (آیت) بار بار دھرائی جانے والی عنایت کی ہیں" وہ سات آیات یہی سورۃ (الحمد) ہے۔

آدمی جب دنیا کے تمام علاجوں سے اور ادویات سے مایوس ہو جائے تو سورۃ فاتحہ کو مع وصل بسم اللہ روزانہ اکتالیس مرتبہ نماز فجر سے موخر یا مقدم پڑھ کر پانی پر دم کرکے مریض کو نہار منہ سے لے کر دوسری صبح تک بوقت ضرورت پلایا جائے اور یہ عمل مسلسل چالیس روز تک کیا جائے تو اللہ رب العزت شفا عطا فرمائیں گے۔

سورۃ بقرہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کی کوئی چوٹی ہوتی ہے (جو سب سے اوپر اور بالاتر ہوتی ہے) اور قرآن کی چوٹی سورۃ بقرۃ ہے اور اس میں ایک آیت (آیت الکرسی) تمام آیات قرآنی کی گویا سردار ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے اس ممبر کی لکڑیوں پر سنا۔ ﷺ فرماتے تھے جس نے آیت الکرسی ہر نماز بعد پڑھی اسے جنت کے داخلہ سے محض موت روکے ہے اور جس نے آیت الکرسی سونے کے وقت پڑھی اللہ پاک اس کو امن میں رکھے گا اس کے گھر پر بھی امن ہو گا اس کے پڑوسی کے گھر پر بھی اور جو مکان اسکے گرد اگرد ہے ان کے گھر پر بھی ہو گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں خیال کرتا ہوں کہ جو آدمی اسلام میں پیدا ہوا ہو یا وہ عقل کے مرتبہ پر پہنچا ہو وہ کبھی بھی رات نہ گزارے جب تک آیت الکرسی کو پڑھ نہ لے اور کاش کہ تم جان لیتے کہ یہ کیا ہے؟ عرش کے نیچے جو خزانہ ہے اس میں سے یہ تمہارے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی ہے۔ اور کوئی تمہارے نبی ﷺ سے یہ آیت نہیں دیا گیا اور میں نے بھی کوئی رات نہیں گزاری یہاں تک کہ اسے تین مرتبہ نہ پڑھا ہو۔ میں اس کو عشائے آخر کے بعد دو رکعتوں میں پڑھتا ہوں اور اپنے وتر میں بھی پڑھتا ہوں اور جب میں اپنے بستر پر لیٹتا ہوں جب بھی پڑھتا ہوں۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ صدقے کی کھجوروں کے محافظ تھے اور انہوں نے دیکھا کہ وہ گم ہو رہی ہیں۔ ایک رات اس کی رکھوالی کی انہوں نے دیکھا کہ ایک جانور نوجوان لڑکے کے مشابہ ہے (وہ کہتے ہیں) میں نے اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے اس سے پوچھا تو جن ہے یا انسان؟ اس نے کہا میں جن ہوں۔ تو میں نے کہا کہ اپنا ہاتھ مجھے دو۔ اس نے اپنا ہاتھ مجھے دے دیا تو اس کا ہاتھ کتے جیسا تھا اور اس کے بال کتے کے جیسے تھے۔ میں نے کہا کیا اسی طرح جنوں کی پیدائش ہے؟ اس نے کہا جن جانتے ہیں کہ ان میں بعض ایسے ہیں جو مجھ سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ میں نے کہا تجھے ایسا کرنے پر کس نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایک ایسا آدمی ہے کہ صدقہ کو محبوب سمجھتا ہے تو مجھے یہ بات پسند آئی کہ میں تیرے کھانے سے کچھ حاصل کروں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم لوگوں سے کیا چیز ہم کو پناہ دے سکتی ہے؟ اس نے کہا یہ آیت یعنی آیت الکرسی جو سورۃ بقرہ میں ہے۔ جس نے اس کو شام کے وقت پڑھا وہ صبح تک ہم سے پناہ میں رکھا گیا اور جس نے اس کو صبح کے وقت پڑھا ہم سے شام تک پناہ میں رکھا گیا۔ جب حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی تو سویرے ہی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس خبیث نے سچ کہا ہے۔

سورۃ کہف : سورۃ کہف میں اصحاب کہف کا ذکر آتا ہے تین سو سال تک وہ اپنے غار میں سوئے رہے۔ اس زمانے کا جو بادشاہ تھا وہ مشرک تھا وہ انہیں شرک پر مجبور کرتا تھا وہ اس ملک سے بھاگے اور غار میں پناہ لی۔ تین سو نو سال نہ پانی پیا نہ روٹی کھائی نہ حجامت ہوئی نہ لطف کی ضرورت پڑی۔ تین سو نو سال تک ان کے بدن محفوظ رہے۔ تین سو نو سال کے بعد وہ جاگے وہ جاگے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ یار کتنی دیر یہاں آکر سوئے؟ کوئی کہتا ہے بھائی! دن گزر گیا۔ معلوم ہوتا ہے کل آئے تھے۔ تھکے ماندے سو گئے رات ہی سوئے رہے۔ تین سو نو سال کے عرصے میں ان کے ناخن اور داڑھی مونچھ کے بال بڑھ جانے چاہئے تھے کپڑے پھٹ جاتے بدن کی ساخت بدل جاتی تو وہ یہ کیوں پوچھتے کہ ہم کتنا عرصہ سوئے رہے؟ معلوم ہوتا ہے کوئی چیز نہیں بدلی۔

سید دوعالم ﷺ نے سورۃ کہف کے فضائل اور برکات کے سلسلے میں ارشاد فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس ظالم اور جابر بادشاہ کے دجل سے اصحاب کہف کو محفوظ رکھا تھا۔ سورۃ کہف کی تلاوت کرنے والے بھی زمانے کے دجالوں سے محفوظ رہیں گے اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس طرح اصحاب کہف اس کہف میں تین سو نو سال رہے۔ (نہ بچھو نے کاٹا نہ سانپ نے کاٹا نہ بھڑ نے کاٹا۔ مٹی نہ چھو سکی بدن سلامت اعضا سلامت اس طرح جو لوگ سورۃ کہف کی تلاوت کریں گے قبر میں بھی فتنوں سے محفوظ رہیں گے۔ ان کے لئے کہف قبر ہی تھی۔ ہمارے لئے بھی قبر ہو گی اس پر اللہ تعالیٰ کا نور ہو گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھے اس کے لئے نور روشن ہو جائے گا دو جمعوں کے درمیان ایک دوسری حدیث میں سورۃ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ جو ان کو یاد کرے گا اور پڑھے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ یٰسین : ہر چیز کا دل وہ ہوتا ہے جو اس کا خالص لب لباب ہو۔ سو یہ سورۃ قرآن مجید کا خالص لب لباب ہے۔ اس سورۃ کو قرآن کا دل اس لئے کہا کیونکہ اس سورۃ میں اعتقادیات ہی ہیں جو دل میں رہا کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں امہات المطالب (اصل مسائل) تین ہیں ۱ توحید ۲ رسالت ۳ معاد (قیامت) باقی مضامین تو ان کے متعلقات...

محافظ یا فروغ ہیں۔

الغرض اسلام اور قرآن میں مذکورہ بالا جو تین بڑے مسئلے مسلم ہیں وہ سورۃ یسین میں مذکور ہیں اور نہایت تو وضاحت سے مثالیں دے کر بیان کئے گئے ہیں اسی لئے اس سورۃ کو قرآن مجید کا دل کہتے ہیں۔

جو شخص اس سورۃ کو بارادہ آخرت پڑھتا ہے وہ بخش دیا جاتا ہے۔ جانکنی کے وقت اس سورۃ کے پڑھنے سے موت آسان ہو جاتی ہے اس سورۃ کو مردوں پر پڑھنے کو اس لئے فرمایا کہ اس میں ذکر احیائے موتی و نفخ صور کا ہے۔ مردوں پر عذاب کی تخفیف کی ایک خاصیت ہے۔

اس سورت کا ایک بار پڑھنا دس بار قرآن مجید پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے۔ بعض احادیث میں ہے کہ جس مطلب کے لئے اس سورۃ کو پڑھو وہی حاصل ہو گا۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ جس کام کے لئے اس سورۃ کو اکتالیس بار پڑھا جائے تو ضرور پورا ہو کوئی کیسا ہی مشکل کام کیوں نہ ہو۔

جو کوئی رات کو اللہ کی رضا ڈھونڈنے کے لئے اس سورۃ کو پڑھتا ہے وہ بخش دیا جاتا ہے۔

سہیلی نے شرح سیرت میں ذکر کیا ہے کہ حارث ابن ابی اسامہ نے روایت کی ہے کہ جو کوئی سورۃ یسین پڑھے گا اگر خائف ہے تو امن میں ہو جائے گا اور اگر بیمار ہے تو شفا پائے گا اگر بھوکا ہے تو شکم سیر ہو گا۔

دارمی نے بسند صحیح عطاؒ روایت کی ہے کہ مجھے حضرت محمد ﷺ سے یہ بات پہنچی ہے بعض نے یہ کہا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو دن کے اول حصہ میں پڑھے گا وہ شام تک فرحاں و شاداں رہے گا اور جو اول شب میں پڑھے گا وہ صبح تک فرح و مسرور رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے رات کو سورۃ یسین پڑھی تو مغفرت کی حالت میں صبح کرے گا۔

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس نے رات کو سورۃ یسین رضائے الٰہی کی طلب میں پڑھی اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

دشمن کی زبان بندی کرنے ظالم کی برائی سے محفوظ رہنے کسی زبردست سرکش ظالم کو قدرتی طور عاجز اور لاچار کرنے کے لئے الیوم نختم علی افوٰھھم سے لے کر ولا یرجعون تک ایک سو ایک مرتبہ گیارہ دن تک پڑھے اول و آخر گیارہ دفعہ درود شریف پڑھا جائے اور بعد میں دعا مانگی جائے۔

رزق کی ترقی اور حصول اولاد کے لئے بھی اس سورۃ کی تین بار تلاوت اکسیر کا حکم رکھتی ہے اگر کوئی مسافر اس سورہ کو سفر میں ہر روز تلاوت کرے گا تو وہ مع الخیر اپنے گھر واپس آئے گا۔

سورۃ ملک : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انسان کے پاس اس کی قبر میں (عذاب کے فرشتے) آئیں گے چنانچہ پہلے اس کے پیر کی طرف سے آئیں گے پس پیر کہے گا تمہارے لئے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہ سورۃ ملک پڑھا کرتا تھا۔ پھر اس کے سینہ کی طرف آئیں گے یا اس کے پیٹ کی طرف۔ تو پیٹ کہے گا تمہارے لئے میری طرف سے بھی راستہ نہیں ہے یہ سورۃ ملک پڑھا کرتا تھا۔ پھر اس کے سر کی طرف آئیں گے تو سر کہے گا تمہارے لئے میری جانب سے بھی راستہ نہیں ہے یہ سورت ملک پڑھا کرتا تھا یہ سورت منع کرنے والی ہے۔ عذاب قبر کو روک دیتی ہے۔ اور یہی سورۃ ملک ہے جس نے اس کو رات میں پڑھا اس نے بہت کثرت سے ثواب حاصل کیا۔ اور وہ بہت اچھا رہا۔

نسائی کی روایت میں مختصراً : ہے جس نے تبارک الذی بیدہ الملک رات میں پڑھا اللہ پاک اس کو اس سورہ کی وجہ سے عذاب قبر سے حفاظت کرے گا۔ ہم حضور ﷺ کے زمانے میں اس سورہ کا نام مانعہ رکھتے تھے (یعنی حفاظت کرنے والی اور بے شک یہ سورت کتاب اللہ عزوجل میں ایسی صورت ہے جس نے اس کو ہر رات میں پڑھا اس نے کثرت کی اور اچھا رہا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس وقت نہ سوتے تھے جب کہ آپ ﷺ الم تنزیل اور تبارک الذی بیدہ الملک نہ پڑھ لیتے تھے۔ طاؤس نے کہا ہے یہ دو سورتیں قرآن کی ہر سورت پر ستر نیکیاں فضیلت رکھتی ہیں۔

سورۃ اخلاص : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک دن سورج ایسی تیز شعاعوں اور بہت گرم کرنوں اور بے انتہا نورانیت لئے ہوئے بلند ہوا کہ ہم نے ایسی آب و تاب کے ساتھ کبھی نہ دیکھا تھا اتنے میں جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ! جس طرح آج سورج نکلا ہے اس طرح عمر بھر کبھی نہیں دیکھا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ مدینہ منورہ میں معاویہ بن مزنی لیثی (یا معاویہ بن مقرن) کی وفات ہو چکی ہے۔ آسمان سے ملائکہ کی جماعت کثیر اور جم غفیر نازل ہوئے ہیں۔ اگر آپ ﷺ بھی اس کے جنازہ میں شرکت کرنا چاہیں تو میں زمین کو سمیٹ لوں۔ پھر آپ ﷺ اس پر جنازہ پڑھ لیں آنحضرت ﷺ نے اس پیشکش کو قبول فرمایا۔ تب جبرئیلؑ نے تبوک اور مدینہ منورہ کے درمیان کے پہاڑوں پر اپنا دایاں بازو رکھا تب پہاڑیوں کی بلندی ختم ہو گئی اور وہ زمین کے برابر ہو کر رہ گئے اور بایاں بازو درختوں اور ریت کے بلند ٹیلوں پر رکھا۔ ان کی بلندی بھی ختم ہوئی اور حضرت معاویہ بن مقرن کی میت چارپائی پر آنحضرت ﷺ کو اپنے سامنے نظر آئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفیں بنالیں۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعداد میں تیس ہزار یا ساٹھ ہزار تھے) ان کے پیچھے ملائکہ کی دو صفیں تھیں۔ ہر صف میں ستر ہزار فرشتہ تھا۔ جبرئیلؑ نے مع ملائکہ آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا : معاویہ کو یہ مرتبہ کیسے نصیب ہوا؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ معاویہ سورۃ اخلاص رات یا دن کھڑے ہوئے ہوں یا بیٹھے اور چلتے پھرتے بہت ہی کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ (استیعاب)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جس نے قل ھو اللہ ہر صبح کی نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھی اس روز اس شخص کو کوئی گناہ نہ لگے گا اگرچہ شیطان (کتنی ہی) کوشش کرے۔

جب تم قبروں پر جاؤ تو تین دفعہ سورۃ اخلاص پڑھو اور ثواب بخشو۔ تین دفعہ سورۃ اخلاص پڑھنے سے میت کو پورے قرآن کا ثواب مل جائے گا۔

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نبی کریم ﷺ سے ملا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا : اے عقبہ بن عامر! اس سے تعلقات رکھ جو تجھ سے تعلق توڑے اور اسے دے جو تجھے محروم رکھے اور اسے معاف کر دے جو تجھ پر ظلم کرے۔ اس کے بعد میں پھر حضور ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ سے فرمایا مجھ سے۔ اے عقبہ بن عامر! کیا میں تجھے ایسی سورتیں نہ سکھا دوں کہ اس جیسی سورت نہ تو توریت میں اتاری گئی نہ زبور میں نہ انجیل میں اور نہ باقی قرآن میں ان سورتوں پر۔ کوئی رات ایسی نہیں گزرتی کہ میں نے ان سورتوں کو نہ پڑھا ہو۔ قل ھو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس۔ چنانچہ مجھ پر کوئی رات جب سے کہ مجھ کو ان کا حضور ﷺ نے حکم دیا ایسی نہیں گزری جس میں میں نے ان کی تلاوت نہیں کی۔ اور میرے لئے حق ہے کہ میں ان کو نہ چھوڑوں۔ دراں حالیکہ مجھ کو ان کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر پناہ لیتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کرتے پھر ان میں پھونک مارتے اور ان میں قل ھو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق پڑھتے پھر ان دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک وہ آپ ﷺ کے جسم تک پہنچ سکتی تھیں پھیر لیتے۔ ان دونوں کی ابتدا سر اور چہرہ اور جسم کے اس حصے سے جو سامنے ہوا کرتے تھے اسی طرح تین مرتبہ کرتے تھے۔

ابن بجار حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں فرمایا : حضور ﷺ جب اپنے بستر پر پناہ پکڑتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں میں قل ھو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس ان سب کو پڑھ کر پھونکتے پھر ان دونوں ہتھیلیوں کو اپنے چہرہ دونوں بازو اور سینے پر اور جہاں تک آپ ﷺ کے دونوں ہاتھ آپ کے جسم پر پہنچتے پھیرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی بیماری شدید ہو گئی تو آپ ﷺ مجھ کو حکم دیتے تھے کہ میں ایسا کروں۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے جبیر! کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے جب تو سفر میں نکلے تو تو اپنے ساتھیوں سے بہتر

میں افضل اور ان سب سے توشہ میں زیادہ ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو ان پانچ سورتوں کو پڑھ کر۔ قل یاایھا الکفرون' اذاجاء نصر اللہ والفتح' قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق' قل اعوذ برب الناس اور ہر سورت کو بسم اللہ الرحمان الرحیم سے شروع کر اور اپنی قرات کو بسم اللہ الرحمان الرحیم پر ختم کر۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں غنی اور مال والا تھا چنانچہ جب میں سفر میں نکلا سب سے خستہ ہیئت میں اور کم توشہ والا ہوتا چنانچہ جب سے حضور ﷺ نے مجھے یہ سورتیں سکھائیں میں ان کو پڑھتا رہا تو میں لوگوں سے لباس میں اچھا ہو گیا اور لوگوں سے مرا توشہ بھی کثیر ہو گیا۔ یہاں تک کہ میں اپنے سفر سے لوٹا۔ عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم بارش کی رات میں جب کہ تاریکی سخت ہو رہی تھی حضور ﷺ کی تلاش میں اس لئے نکلے تاکہ آپ ﷺ ہم کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ ہم نے آپ ﷺ کو پالیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو! میں نے کچھ نہ کہا۔ پھر آپ ﷺ نے کہا کہو! تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ قل ھو اللہ احد اور معوذ تین۔ جب تو شام کرے یا جب تو صبح کرے تین مرتبہ۔ یہ ترے لئے ہر شئے سے کفایت کرے گی۔

●●

تاریخی واقعات کی روشنی میں عید اقوام

از۔ صاحبزادہ قاری محمد سالک
رحیمی' جہانیاں شہر

انسان جب تک انفرادیت کی زندگی گزارتا رہا۔ اس کا نہ کچھ اثاث البیت تھا۔ اور نہ اس کے سامنے زندگی کا کوئی مقصد وہ بالکل جانوروں کی طرح دن کھانے پینے میں اور رات غاروں یا میدانوں میں لوٹ پیٹ کر گزارنے ہی کو زندگی سمجھتا تھا۔ اس لئے اس کی خوشی اور اس کا غم صرف اسی کی ذات تک محدود رہ کر تمام ہو جاتے تھے۔ نہ وہ کسی کا مددگار تھا نہ کوئی اس کا اعانت کا خواستگار۔ رفتہ رفتہ جب اس کی نسل میں ترقی ہوئی تو یہ صورت بہت جلد ختم ہو گئی اور برادری کے اختلافات سے متعدد متضاد جماعتیں پیدا ہو گئیں۔ اس وقت ہر گروہ کو اتحاد باہمی کی ضرورت پیش آئی۔ جماعتی اور انفرادی تحفظ اور مدافعت کے لئے مادی سامان فراہم کئے گئے جس کسی گروہ نے اپنے مخالف گروہ پر فتح پائی۔ یا اختلافی معاملات کو صلح و آشتی سے طے کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اس تاریخ کو یاد رکھنے کے لئے ایک اجتماعی مسرت کے اظہار کا محل قرار دیا گیا۔ اسی اظہار مسرت کا نام ہماری اصطلاح میں عید ہے۔

ان عیدوں کا انعقاد بتدریج ملکی' ملی اور سیاسی اعتبار سے مختلف مراسم کے ساتھ قرار پایا۔ بنابریں ہر مذہبی و سیاسی ملکی و قومی جماعتوں کی عیدوں کے آثار خواہ کتنے ہی محو کیوں نہ ہو گئے ہوں۔ پھر بھی اظہار مسرت کے ساتھ ساتھ ان عیدوں میں کسی بالا قوت کے لئے ادائے شکریہ کا بھی پہلو ملتا ہے جس کو اس گروہ نے اپنا نجات دہندہ یا مشکل کشا تصور کیا ہو گا۔

اتحاد ملت کی عید

سب سے پہلی عید قابیل کی اولاد نے اس وقت منائی جب حضرت آدمؑ کی اولاد صالح سے افتراق باہمی کے بعد سب کا ملاپ ہوا۔ گو اس اتحاد کو اس لئے اچھی نظر سے نہیں دیکھا کہ بنی قابیل کے نافرمان آتش پرست مردوں کا حسن ظاہری' زنان بنی آدم کے لئے فریب ثابت ہوا۔ اور اس تعارف سے مشرکین کی عادت مومنوں کی اولاد میں رفتہ رفتہ سرایت کر گئیں بنی آدم کی اس جدید نسل میں بے حیائی اور اخلاق سوز حرکات کا بخوبی نشوونما ہوا۔ اور مآل کار خاص عید کے دنوں میں ان امور قبیحہ کا اظہار نہایت مسرت و ابتہاج سے کیا جانے لگا۔

سیاسی عید

حضرت نوحؑ کے بعد اور حضرت ابراہیمؑ سے پیشتر ضحاک نامی ایک ظالم اور خود پرست بادشاہ گزرا ہے۔ جس کے مظالم کا سلسلہ مصر سے لے کر ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ مخص خصوصیت سے اولاد نوحؑ کو مٹانا چاہتا تھا۔ ٹھیک اس طرح جس طرح فرعون نے بنی اسرائیل کا قلع قمع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ یہی کیفیت ضحاک کی اولاد نوحؑ کے ساتھ تھی۔ مگر اس کے مدمقابل فریدون بن اثقبان حق کا علم لے کر کھڑا ہوا اور ضحاک کو شکست دے کر قید کر لیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر فریدون نے ملک میں امن و امان قائم کیا۔ عبادت الٰہی کے احکام جاری کئے اور یوم الفتح کو عید کا دن مقرر کیا یہ عید عرب اور ایران میں رسول اکرم ﷺ کے زمانہ ہجرت تک منائی جاتی تھی۔ اس کا نام عید مہرجان تھا۔ ابتداء میں اظہار خوشی کے ساتھ عبادت الٰہی کا بھی سلسلہ تھا مگر بعد میں جاہلیت نے محض لہو و لعب ہی کو عید کا ماحصل قرار دے لیا اور اصلی مقصد فوت ہو گیا۔

عیش پرستی کی عید

قوم ثمود جو عرب کے شمالی کوہستانی علاقہ میں آباد تھی۔ ملکی اعتبار سے خوش الحال تھی۔ قدرتی پیداوار کی بھی کمی نہ تھی مگر غارتگری رہزنی اور عیش پرستی کا رواج اس قوم پر استمراری ہو گیا تھا۔ سال کے بارہ مہینے اسی شغل میں گزرتے تھے اور نیکوکاری کی قطعی صلاحیت جاتی رہی تھی۔ اس بدبخت قوم نے بھی ایک دن عید کا مقرر کر رکھا تھا اور اس دن سال بھر سے زیادہ معصیت کا اظہار کیا جاتا تھا۔ ہر خاندان اور ہر قبیلہ بلا امتیاز مرد و زن بے حیائی کی نمائش میں دوسروں سے سبقت لے جانا چاہتا تھا اور عریانی کا علی الاعلان مظاہرہ کیا جاتا تھا۔ آج بھی یورپ میں برہنگی کی نمائش کا آغاز ہو چلا ہے اور کون جانتا ہے کہ یہ کارروائی ایک دن آل ثمود کی عید معصیت کو زندہ نہ کر دیں گی۔

قوم ابراہیم کی عید

حضرت ابراہیم نواح بابل میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی قوم بھی بت پرست تھی اور ایک دن خصوصیت سے مرد عورت بت پرستی کے مراسم ادا کرنے اور خوشی کے اظہار کے لئے بیرون شہر نکلتے تھے چونکہ عورتوں کا مردوں کے ساتھ رہنا ہی فواحش و بے حیائی کی تحریک کا باعث ہے اس لئے اس خاص عبادت کے دن بھی برائی اور گناہ کی نمائش یا فراط ہوتی تھی۔ اسی موقع پر حضرت ابراہیم کو بھی قوم نے چلنے کے لئے آپ کو مجبور کیا آپ نے تبلیغی مقصد کو مدنظر رکھ کر انکار کر دیا۔ شہر میں واپس آئے اور تمام بتوں کو سوائے بڑے بت کے توڑ ڈالا اور ہتھوڑا بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا واپسی پر قوم نے اپنے معبودوں کا یہ حال دیکھا تو ابراہیم سے سوال کیا آپ نے جواب دیا اپنے بڑے بت سے دریافت کرو۔ قوم نے کہا۔ یہ تو بولتے نہیں حضرت ابراہیم کے لئے یہ فقرہ ہی ذریعہ تبلیغ بن گیا اور آپ نے اپنا کام شروع کر دیا۔

مصر کی عید

اس ملک میں بھی متعدد عیدیں منائی جاتی ہیں۔ بالخصوص عید نوروز تو نازنینان مصر کے عریاں حسن اور مظاہرہ بے حیائی کا خاص دن تھا۔ باریک ریشمی لباس پہنا جاتا تھا۔ جسم کے جاذب نظر حصے عریاں رکھے جاتے تھے تاکہ جذبات خوب

برا بیٹھ ہوں اور تمام دن اسی نظارہ بازی میں گزار دیا جاتا تھا۔ ممکن ہے کوئی جماعت ایسی بھی ہو جو خاص مراسم عبادت ادا کرتی ہو۔

عید نجات

موسیٰ علیہ السلام ماہ محرم میں یوم عاشورہ کو فرعون کی گرفت سے بچ نکلے اور بنی اسرائیل نے نجات پائی۔ دشمن خدا غرق ہو گیا۔ اس دن کو حضرت موسیٰ نے بزرگ قرار دیا۔ روزہ رکھا۔ اور عبادت میں مصروف ہوئے۔ انظار صوم کے بعد شکریہ الٰہی کے ساتھ اظہار مسرت کیا یہ عید مدینہ منورہ میں بھی یہود مناتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورہ کو بزرگ سمجھا۔ اور اس کی عظمت کو برقرار رکھا۔ چنانچہ اب تک اہل سنت و الجماعت یوم عاشورہ کو روزہ رکھنا شعار رسول اللہ ﷺ سمجھتے ہیں۔

ہندوستان کی عیدیں

ہنود کے حالات سے ظاہر ہے کہ ملک میں بھی بہت زیادہ عیدیں منائی جاتی تھیں۔ ہولی موسم سرمائے ختم اور آغاز بہار میں رنگباری کا منظر پیش کرتی ہے۔ دوسری عید دیوالی ہے۔ جس میں موسم کی آمد آمد پر گھر گھر چراغاں کیا جاتا ہے اور لکشمی دیوی یعنی دولت کی دیوی کی پوجا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جیٹھ اور کنوار کے مہینے میں دسہرہ کا ہجوم ہوتا ہے۔ بڑا ہجوم دریائے گنگا کے کنارے نہانے کے لئے خصوصیت سے ہوتا ہے دور دور سے مرد و زن جمع ہوتے ہیں اور اپنے عقیدہ کے مطابق عبادت کرتے ہیں۔ بھادوں کے مہینے میں جنم اشٹمی کا تیوہار بھی کنہیا جی کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔ ساون کا مہینہ ختم ہونے پر سلونوں کا تیوہار بھی ایسا ہی ہے جس میں ہر شخص نئے کپڑے پہنتا اور برہمنوں کو دان دیتا ہے۔ باہم معانقہ کیا جاتا ہے اور خاص خاص مندروں میں پوجا کی جاتی ہے۔

عیسائیوں کی عید

۲۵ دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سمجھ کر عید منائی جاتی ہے چار بجے صبح سے گرجا کے گھنٹے بجتے ہیں۔ عبادت کی جاتی ہے اور کافی رونق ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی عید

مسلمانوں کی سال بھر میں صرف دو عیدیں ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ یہ عیدیں۔ تیرہ سو سال گزرنے پر بھی بالکل سادہ بے تکلف۔ معرفت الٰہی کی کیفیات سے مسلمانوں کو متمتع ہونے کا ذریعہ بنی رہی ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اسلام میں مراسم عیدین کا معلم کوئی خاص کنبہ یا خاندان نہیں جو جمہور کو عبادت کی عملی کیفیت سے بے نیاز کر دے۔ بلکہ نماز جس طرح امام پر فرض ہے جماعت کے ہر رکن پر بھی فرض ہے۔

عید الفطر ماہ صیام کی ریاضت و عبادت کے بعد ایک دن اظہار خوشی و شکر الٰہی کے لئے مخصوص ہے۔ اس دن طلوع صبح سے مسلمان مرد عورت حسب استطاعت صاف ستھرا لباس پہنتے' خوشبو لگاتے' صدقہ فطرہ دیتے اور عید گاہ میں جا کر دوگانہ ادا کرتے ہیں۔ دوسرا عید ماہ ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ کو سنت ابراہیمی کی یادگار میں منائی جاتی ہے۔

عید الفطر اور عید الاضحیٰ ملکی اثرات کی مرہون ہیں نہ فتح مندی کی یادگار بلکہ محض خوشنودی الٰہی کی غرض سے ایماندار بندے ان دونوں اخلاص مندی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس سے ہم نے اتحاد ملت کا سبق حاصل کیا ہے۔ ذرا دو منٹ کے لئے اپنا دماغ غور و فکر کی زحمت دیجئے اور دیکھئے کہ اقوام عالم کی عید میں کیا شے مابہ الامتیاز ہے۔ جتنی عیدیں ہم اوپر لکھ چکے ہیں ان میں ایک چیز خاص طور پر نمایاں ہے اور وہ مظاہرہ فواحش ہے۔ عید کا مقصد عبادت الٰہی اور اظہار مسرت ہے مگر اظہار مسرت کے معنی مظاہرہ فواحش کے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اس عیب سے ہماری عیدیں بالکل پاک ہیں۔

اب کے فرقہ پرستوں نے افتراق باہمی کا دروازہ کھول دیا ہے جوں جوں ہم کو اصل تعلیم سے بعد ہوتا جا رہا ہے خرابیاں بھی نمودار ہو رہی ہیں۔ اسلام کی ابتدائی صورت بالکل سادہ تھی اور اس کی اساس توحید اور رسالت پر قائم تھی لیکن رفتہ رفتہ اہل بدعت نے اس میں تصنع اور بدعت کا ایک طوفان برپا کر دیا ہے جس سے اب تو اس کی اصلی صورت پہچاننا بھی مشکل ہو گیا ہے یہ صورت حال درحقیقت عام مسلمانوں کے دماغی تنزل کا نتیجہ ہے۔

نماز عید اور اس کی شرعی حیثیت

عیدین کی نماز ہر عاقل بالغ آزاد مقیم مرد پر واجب ہے عید کی نماز کا وقت ایک یا دو نیزہ کی مقدار آفتاب بلند ہونے پر شروع ہو جاتا ہے۔

عید کے دن نہانا مسواک کرنا اچھے کپڑے پہننا خوشبو لگانا سنت رسول ﷺ ہے۔ اچھے کپڑوں سے مراد یہ ہے کہ جو کپڑے اپنے پاس سب سے اچھے ہوں وہ پہنے عید الفطر کے دن نماز کے لئے جانے سے پہلے کھجور یا کوئی میٹھی چیز کھانا سنت ہے۔ عیدین کی چھ تکبیریں زائد واجب ہیں نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے یہ سنت ہیں عید نماز پڑھنے کے لئے جاتے وقت تکبیرات کہتے ہوئے جانا چاہئے عید گاہ میں کسی قسم کے نوافل نہ پڑھے نہ باتیں کریں بلکہ خاموش بیٹھا رہے یا آیتہ ذکر الٰہی کرتا رہے خطبہ عیدین سن کر واپس آنا مستحب ہے اگرچہ امام کی آواز نہ آتی ہو خطبہ شروع ہو جانے کے بعد وہاں سے اٹھ کر چلے آنا جائز نہیں خطبوں کے درمیان باتیں کرنا بھی منع ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں حضور ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اس زمانہ میں اہل مدینہ سال میں دو دن خوشی منایا کرتے تھے آپ ﷺ دریافت فرمایا کہ یہ کیا دن ہیں لوگوں نے عرض کی کہ ہم جاہلیت کے زمانے سے ان دنوں میں خوشیاں منایا کرتے تھے۔ تاجدار ختم نبوت ﷺ نے ارشاد فرمایا ان دونوں دنوں کے بدلے میں میں نے تم لوگوں ان سے بہتر دو دن دے یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ عید کا مسرت انگیز پیغام اجتماعی زندگی کا درس دیتا ہے تقریبات عید میں مسکین یتیم اور نادار لوگوں کو بھی اس خوشی میں شریک کیجئے کیونکہ یہ سنت رسول ﷺ ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: اقرار نزول مسیح

ہے وہ تمام کے تمام اس عقیدہ نزول مسیح پر متفق ہیں (اور بقول مرزا صاحب مجدد و ملہم کا منکر کافر و فاسق ہے دیکھئے شہادۃ القرآن)۔

اجماع کے متعلق مرزا صاحب کا فیصلہ

جو شخص کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے تو اس پر خدا' اس کے رسول' فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یہی میرا اعتقاد ہے' یہی میرا مقصود اور مدعا ہے۔ مجھے اپنی قوم سے اصول اجماعی میں کوئی اختلاف نہیں۔

(انجام آتھم ص ۱۴۴)

قارئین کرام! مندرجہ بالا تفصیل سے اصل مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ عقیدہ حیات و نزول مسیح جملہ اہل اسلام کا ایک اتفاقی اور اجماعی عقیدہ ہے' جس پر بقول مرزا صاحب بھی ہزاروں کتابیں گواہ ہیں۔ لہٰذا اب اتنی صراحت کے بعد بھی اس عقیدہ سے انحراف و انکار بقول مرزا صاحب خدا و رسول' اور تمام مخلوق کی لعنت کا باعث ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک انسان کو اس سے محفوظ رکھے (آمین)۔

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے

سُنارا جیولرز

آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر: ۲۳۵۰۸۰

تحریر:۔ بابو شفقت قریشی سہام

اسلامی معاشرے میں فضول خرچی اور کنجوسی کی ممانعت

قرآن کریم کو رحمت اور نور بھی کہا گیا ہے۔ اس کی ہر آیت نور ہدایت ہے۔ اس کی جامعیت اس اعتبار سے مسلم ہے کہ اس میں ہدایت کا ہر جامع عنوان پایا جاتا ہے۔ قرآن کریم صرف نماز' روزہ' زکوۃ اور حج کے احکامات ہی نہیں بتاتا بلکہ زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے۔ حکومت کے ایوانوں سے لے کر فقیر کی جھونپڑی تک زندگی کا کوئی مرحلہ اس سے باہر اور آزاد نہیں ہے۔ حکومت ہو یا تجارت' معاشی' اقتصادی اور عائلی زندگی کے تمام دوسرے شعبوں کو بھی قوانین اور اصول دیتا ہے۔ جہاں افکار' نظریات' اعتقادات' عبادات' اخلاقیات' معاملات اور سیاسیات کی جملہ پہلوؤں سے اصلاح کی گئی ہے وہاں ایک ایسے نظام معیشت کی طرح بھی ڈالی گئی ہے۔ جو ہر اعتبار سے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور صرف دولت کے بارے میں واضح ہدایات دیتا ہے کہ جو دولت بھی انسان کی ملکیت میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہے۔ مالک حقیقی نے اس کو خرچ کرنے کے لئے اپنا وکیل بنایا ہے لہذا انسان اس کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق خرچ کرنے کا مجاز ہے۔

حکم خداوندی ہے۔

"کھاؤ اور پیو مگر حد سے نہ گزرو۔ اللہ حد سے گزر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (الاعراف:۳۱)

"خرچ میں حد سے نہ گزرو۔ اللہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔" (الانعام:۱۴۱)

اسلام نے ایک طرف دولت کو تمام افراد قوم میں گردش دینے اور مالداروں کے مال میں ناداروں کو حصہ دار بنانے کا انتظام کیا ہے اور دوسری طرف وہ اپنے خرچ میں اقتصاد اور کفایت شعاری ملحوظ رکھنے کا حکم دیتا ہے تاکہ افراد اپنے معاشی وسائل سے کام لینے میں افراط یا تفریط کی روش اختیار کر کے تقسیم ثروت کے توازن کو نہ بگاڑ دیں۔ ہر شخص جو کچھ خرچ کرے اپنے معاشی وسائل کی حد میں رہ کر خرچ کرے' نہ اس قدر حد سے تجاوز کر جائے کہ اس کا خرچ اس کی آمدنی سے بڑھ جائے اور وہ اپنی فضول خرچیوں کے لئے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلائے اور حقیقی ضرورت کے بغیر لوگوں سے قرض لے اور آخر کار اپنی ہی شاہ خرچیوں سے خود کو فقراء اور مساکین کے زمرہ میں شامل کر لے۔ نہ ایسا بخیل بن جائے کہ اس کے معاشی وسائل جس قدر خرچ کرنے کی اس کو اجازت دیتے ہوں اتنا بھی خرچ نہ کرے۔ اپنی حد کے اندر رہ کر خرچ کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اگر وہ اچھی آمدنی رکھتا ہو تو اپنی ساری کمائی صرف اپنے عیش و آرام اور تزک و احتشام پر صرف کر دے۔ اس قسم کے خود غرضانہ خرچ کو بھی اسلام فضول خرچی ہی شمار کرتا ہے۔ سرکار دو جہاںؐ ایک فطری اور قابل عمل نظام لائے' جو دولت اور ذرائع دولت میں انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی حدود کو قائم کرتا ہے۔ صرف دولت پر ایسی قیود اور پابندیاں عائد فرمائی گئی ہیں' جن کی موجودگی میں اسلامی معاشرے میں کسی قسم کی بدنظمی اور اضطراب پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ صحیح راستہ پر چل نکلتا ہے۔ اعتدال کا وصف خاص سرکار دو جہاںؐ کی تعلیمات نے پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلمانوں کا امتیازی وصف قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔ "اور خرچ کرنے لگیں تو فضول خرچی سے نہ کریں اور نہ بہت تنگی کریں بلکہ ان کا خرچ افراط اور تفریط کے درمیان (اعتدال) ہو۔" (سورۃ الفرقان:۶۷)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت قیمتی اور بہت گھٹیا دونوں طرح کا لباس استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ارشاد نبویؐ ہے۔

ترجمہ۔ "میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو نعمتوں کی آغوش میں پیدا ہوئے اور اسی میں پروان چڑھے اور طرح طرح کے کھانے کھاتے ہیں اور قسم قسم کے کپڑے پہنتے ہیں اور قسم قسم کی سواریاں استعمال کرتے ہیں اور بڑھ چڑھ کر خرچ کرتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کے معاملہ میں فرمایا ہے کہ نہ کنجوسی کرو اور نہ بے جا خرچ کرو۔ ورنہ ملامت اور حسرت کے ساتھ بیٹھنا پڑے گا۔ عقلمند شخص وہ ہوتا ہے جو سوچ سمجھ کر مال خرچ کرتا ہے اور بے دریغ خرچ کرنے سے اجتناب کرتا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تکلیف کے دنوں میں اسے کسی سے قرض نہیں لینا پڑتا اور نہ ہی کسی قسم کی پریشانی اٹھانا پڑتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ماعال من اقتصد

"وہ شخص کبھی محتاج نہیں ہو سکتا جو درمیان کا راستہ (کفایت شعاری) اختیار کرے اور فضول خرچی سے بچے۔"

اسلام نے جہاں اسراف سے منع کیا ہے وہاں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے سے بھی روکا ہے اور سادہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی ہے کیونکہ عیش و عشرت کی زندگی اپنے ساتھ بے شمار مصائب لاتی ہے۔ اللہ کے ذکر سے روک دیتی ہے۔ انسان کو انسان سے جدا کر دیتی ہے۔ انسان کو محنت جیسے قیمتی جوہر سے محروم کر دیتی ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے جب انہیں یمن بھیجا تو فرمایا۔

"خبردار! عیش کی زندگی بسر کرنے سے بچنا کیونکہ اللہ کے بندے عیش کوش نہیں ہوتے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔" (سورۃ بنی اسرائیل:۲۹)

ہاتھ باندھنا استعارہ ہے' بخل کے لئے اور اسے کھلا چھوڑ دینے سے مراد ہے فضول خرچی۔ لوگوں میں اتنا اعتدال ہونا چاہئے کہ وہ بخیل بن کر دولت کی گردش کو نہ روکیں اور نہ فضول خرچ بن کر اپنی معاشی طاقت کو ضائع کریں۔ اگر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ مال و دولت عطا کرے' مگر وہ شخص اس طرح گزر اوقات کرے گویا اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے' یعنی اپنی حیثیت سے بھی گر کر رہے' اللہ کے دیئے ہوئے مال سے نہ اپنی ذات پر کچھ خرچ کرے اور نہ ہی اپنے اہل و عیال پر' نہ ہی کسی محتاج کی اس مال سے مدد کرے' نہ ہی رفاہ عامہ اور نیک مقاصد کے لئے اسے خرچ کرے' اس کی خستہ حالی کو دیکھ کر بظاہر یوں لگے کہ جیسے اس کو اللہ نے کچھ دیا ہی نہیں' دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی بے حد ناشکری ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ۔

"جب اللہ کسی بندے کو نعمت دیتا ہے تو وہ پسند کرتا ہے کہ اس نعمت کا اثر بندے پر ظاہر ہو۔ یعنی اس کے کھانے پینے' رہن سہن' لباس اور مسکن اور اس کی بود و باش حتیٰ کہ ہر اس چیز سے اللہ کی نعمت کا اظہار ہو تا رہے۔"

اس بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

"ایسے لوگ بھی اللہ کو پسند نہیں ہیں جو کنجوسی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی کنجوسی کی ہدایت کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپاتے ہیں۔" (سورۃ النساء:۳۷)

"فضول خرچی نہ کرو۔ فضول خرچ لوگ شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔" (بنی اسرائیل:۲۶۔۲۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میانہ روی سے خرچ کرنے والا کبھی تنگ دست نہیں ہو گا۔"

نمود و نمائش سے آپؐ کو اس قدر نفرت تھی کہ معمولی نمود و نمائش کا شائبہ بھی گزرتا تو ناراض ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپؐ کی سیرت پاک سے سبق حاصل کر کے سادگی اور کفایت شعاری کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔"

گستاخ رسولؐ اسلافِ امّت کی نظر میں

مرتبہ۔ قاضی محمد اسرائیل گڑنگی' مانسہرہ

حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہؒ نے فرمایا۔

"جو کلام عرف میں نقص' عیب' طعن کے لئے بولی جاتی ہو وہ سب دشنام ہے۔" (الصارم ص ۵۳۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ

شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"جو الفاظ موہم تحقیر سرور کائنات ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت کی نہ کی ہو مگر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔" (الشہاب الثاقب ص ۵۰)

ہیں آخری پیغمبر اور ختم نبوت بھی

کافر ہے جو کرتا ہے انکار محمدؐ کا

(الطاف)

آخر میں فرمایا کہ۔

"ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہئے' اگر مقدور ہو۔ اور اگر باز نہ آئے تو قتل کرنا چاہئے کہ موذی گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول امین ﷺ کا ہے۔"

(الشہاب الثاقب ص ۵۰)

محدث کبیر مولانا انور شاہ کشمیریؒ

آپؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"بارگاہ انبیاء میں گستاخی کفر ہے' چاہے اس سے قائل کی مراد توہین کی نہ بھی ہو۔"

(بحوالہ مقدمہ دعوت فکر ص ۲۰)

کل امت کا اجماع

حضرت مولانا سید انور شاہؒ ہی تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"کل امت کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ کہنے والا کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

(اکفار الملحدین فی ضروریات الدین مطبوعہ دہلی ۱۳۵۰ ص ۴۳)

ہوگا نہ میرے بعد کوئی دوسرا نبیؐ

غافل نہ بن یقین حدیث رسولؐ کر

(انور گلوری)

مناظر اسلام حضرت مولانا مرتضیٰ حسنؒ

حضرت مولانا مرتضیٰ حسنؒ ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں۔

"انبیاء علیہ السلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریات دین سے ہے۔" (اشد العذاب ص ۹)

محمدؐ نام ہے اس پیشوا کا

خلاصہ ہے وہ سارے انبیاء کا

گستاخ انبیاء کافر ہے

حضرت مولانا مرتضیٰ حسنؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"ضروریات دین سے انکار کرنے والا' انبیاء کی توہین کرنے والے کو کافر نہ کہنا اور احتیاط کرنا خود کفر ہے۔"

مسلمانو سمجھو! مسلمان خوب سمجھ لیں کہ اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں۔ حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ منکر ضروریات دین اور انبیاء کی توہین کرنے والے منافقین کو کافر کہا جائے۔ ورنہ کیا حضور ﷺ کے زمانے کے منافقین سب کچھ فرائض و واجبات ادا نہ کرتے تھے اور کیا وہ اہل قبلہ نہ تھے۔

بس حکم یہی ہے کہ ایسے لوگوں کو کافر کہا جائے۔

"آسمان ٹلے' زمین ٹلے' یہ حکم نہیں ٹل سکتا۔"

(اشد العذاب ص ۱۰)

گستاخ رسولؐ واجب القتل ہے

"جو شخص آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے یا آپ ﷺ کو برا کہے' واجب القتل ہے۔"

((الشفاء اردو ص ۲۷۳ جلد دوم)

مدینہ کو یثرب کہنے والا توبہ کرے

آقائے نامدار ﷺ کی کسی معمولی چیز کی بھی توہین کرنے والا بد بخت یعنی سزا کا مستحق ہے۔

خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اب مدینہ کو یثرب کہنے والا بھی توبہ کرے اور صدقہ دے تاکہ یہ بےخبر بے ارادے بے ادبی بھی معاف ہو جائے۔"

(تذکرہ دیار حبیب ﷺ بحوالہ شاتم رسولؐ کا شرعی حکم ص ۶۷)

ایک سوال

تصریحات قرآنی اور تشریحات علماء امت سے یہ بات تو صاف واضح ہو جاتی ہے کہ ضروریات دین کا منکر (اور گستاخ رسولؐ کافر ہے)۔ اور اس کے کفر میں شبہ کرنے والا بھی کافر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ضروریات دین میں تاویل کرنے والا کس زمرہ میں آتا ہے۔ آیا وہ بھی کافر ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں صرف ایک ہے قول جو کہ محدث اعظم حضرت علامہ محمد انور شاہؒ کا ہے اور کافی ہے کہ۔

"ضروریات دین کا منکر کافر ہے اور اس میں تاویل کرنے والا بھی کافر ہے۔"

(مولانا انور شاہ کشمیری مطبوعہ علی گڑھ ص ۲۴۷ پروفیسر محمد رضوان اللہ)

سرمایہ درویش

سرور کونین خاتم الانبیاء

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بارگاہ رحمت میں

شاعر ختم نبوت

سید امین گیلانی کا

ہدیہ نعت

ایمان افروز اور روح پرور نعتیہ کلام

...... شائع ہو چکا ہے ......

قیمت 80 روپے

ملنے کے پتے۔ دفتر ختم نبوت

مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کراچی

ادارہ المعارف شر تیور روڈ شیخوپورہ شہر

اقرارِ نزولِ مسیح علیہ السلام بزبان مرزا قادیانی

تحریر:- مولانا عبداللطیف مسعودؔ ڈسکہ

مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانہ میں آسمان سے زمین پر جسمانی طور پر برائے سیاست ملکی اور اشاعت اسلام نازل ہونے کے متعلق لکھتا ہے کہ۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کامل دین اسلام کا اس آیت میں) وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ (براہین احمدیہ ص۴۹۸۔۴۹۹)

تبصرہ! ملاحظہ فرمایئے جناب مرزا صاحب الہامی آیات کے زیر عنوان یہ آیت مع تشریح کے نقل کر رہے ہیں کہ اس آیت کی رو سے جو کہ حضرت مسیح کی آمد ثانی کے بارے میں بطور پیشگوئی ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ جسمانی طور پر حکومت کرنے اور دین اسلام کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے تشریف لائیں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ سرسری طور پر اپنا بھی ذکر کر دیا کہ اس آیت کا مصداق اصلی تو وہی عیسیٰ بن مریمؑ کا نزول جسمانی ہی ہے مگر مجھ پر یہ بھی ظاہر (الہاماً) کیا گیا ہے کہ مجھے بھی مسیح کے ساتھ کئی صفات میں مشابہت ہے مگر صرف پہلی زندگی کے ساتھ۔ دوسرے حصہ زندگی اور آمد ثانی کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس کے بعد ایک اور ظاہری مشابہت کا ذکر بھی کر دیا کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توراۃ کی فرع ہے اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسلؐ اور سب رسولوں کا سرتاج ہے اگر وہ حامد ہیں تو وہ (نبی کریمؐ) احمد ہے اور اگر وہ محمود ہے تو محمدؐ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ آگے لکھا۔

چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔ (براہین ص۴۹۹)

ف ملاحظہ فرمائیں کہ کیسی صفائی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول جسمانی کو تسلیم کر رہے ہیں اگرچہ ذیلی اور ضمنی طور پر اپنے آپ کو محض سینہ زوری اور بلا دلیل ہی ساتھ شامل کر رہے ہیں مگر اصل مسئلہ میں ذرہ برابر اخفا نہیں رکھا۔ نیز یہاں اپنا محض ذکر ہے دعویٰ کوئی نہیں کہ میں مثیل مسیح ہوں یا مسیح ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ جناب مرزا صاحب اسی اجماعی عقیدہ پر قائم ہیں جس پر تمام امت مسلمہ تواتراً معتقد چلی آرہی ہے۔

یہ بات بالخصوص ذہن نشین رہے کہ مرزا صاحب اس آیت ھو الذی ارسل رسولہ کو اور اس کی تشریح کو الہامی عنوان کے تحت ذکر کر رہے ہیں اور پھر بعد میں بھی الہام ہی کا اظہار کیا ہے کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کے لئے براہین احمدیہ کا ص۴۹۸ ملاحظہ کیجئے۔ آگے چل کر پھر اصل مسئلہ کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ۔

آیت نمبر۲ عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم و ان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا۔

خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔

یہ آیت اسی مقام پر حضرت مسیح کے جلالی طور پر ہونے کا ظاہر اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضح اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے (قارئین کرام! اس مقام پر مرزا صاحب حضرت مسیح کو جلالی شدید و عنف قرار دے رہے ہیں مگر جب پینترا بدلا تو اسی مسیح کو جمالی اور نرمی کرنے والا کہتے اور لکھتے نہیں۔ یا للعجب علاوہ ازیں پہلے اپنے آپ کو عیسیٰ کے مقام پر رکھ کر جمالی صفات کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے بعد موسیٰ کی جلالی صفات پر براجمان ہونے کا اظہار کرتا ہے دیکھئے اس کی کتاب حقیقت الوحی ص۸۴) اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کردے گا اور یہ زمانہ اس زمانے کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے یعنی اس وقت جلالی طور پر خدا تعالیٰ اتمام حجت کرے گا اور اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق و احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے۔

(براہین ص۵۰۵ بقیہ حاشیہ در حاشیہ)

ف اس اقتباس میں بھی آیت قرآنی کو عنوان بنا کر مسیح کے نزول جسمانی کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ جسمانی اور سیاست ملکی یعنی حکومت کرنے کے لئے تشریف لائیں گے اور دین اسلام کو تمام اقطار عالم میں مکمل طور پر شائع کردیں گے پھر لکھا کہ یہ زمانہ تو اس کے لئے بطور آغاز اور تمہید کے ہے کہ صرف بطور دلائل اسلام کی حقانیت واضح کی جاری ہے۔ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ قرآن مجید مسیح کے جسمانی طور پر دوبارہ آنے کی پیشگوئی والی آیات قرآن مجید میں ہیں۔ دیکھئے ص۸۸ ص۱۱۳ج۲۱۔

احادیث رسولؐ اور عقیدہ نزول مسیح

مرزا صاحب صاف لکھتے ہیں کہ۔

اب اس تمہید (دوبارہ جمعیت حدیث) کے بعد یہ بھی واضح ہو کہ مسیح موعود (جس کے آنے کا وعدہ ہے) کے بارے میں جو احادیث میں پیشگوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو صرف ائمہ حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہو وبس۔ بلکہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آتی ہے گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدے کے طور پر وہ اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے اور ائمہ حدیث امام بخاریؒ وغیرہ نے اس پیشگوئی (نزول مسیح) کی نسبت اگر کوئی امر اپنی کوشش سے نکالا ہے تو صرف یہی کہ جب اس کو کروڑہا مسلمانوں میں مشہور اور زبان زد پایا تو اپنے قاعدہ کے مطابق مسلمانوں کے اس قول متعامل کے لئے روائتی سند کو تلاش کرکے۔ ان

اور روایات صحیحہ مرفوعہ متصلہ سے جن کا ایک ذخیرہ ان کی کتابوں میں پایا جاتا ہے اسناد کو دکھایا۔

(مرزا صاحب کی ذاتی کتاب شہادۃ القرآن طبع لاہور ص۹)

مرزا صاحب نے اس عقیدہ کے اجماعی ہونے کا اقرار ملفوظات ص ۳۰۰ ج ۱۰ میں بھی کیا ہے۔

ف قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا صاحب نے قادیانی قرآنی پیشگوئیوں کے بعد احادیث کے ذخیرہ کو اس مسئلہ کی تائید میں ذکر کیا ہے کہ صحیح احادیث کا ایک ذخیرہ اس مسئلہ میں موجود ہے اور یہ مسئلہ بطور عقیدہ کے ابتداء ہی سے ہر ایک مسلمان کے ذہن و قلب اور رگ و ریشے میں رچا ہوا ہے کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ جسمانی طور پر تشریف لائیں گے۔ گویا یہ مسئلہ بطور عقیدہ کے تمام مسلمانوں کا اتفاقی اور اجماعی نظریہ ہے۔ جس میں کسی کا بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ اس کے ثبوت میں قرآن مجید کی کئی آیات اور بے شمار صحیح مرفوع متصل احادیث کا ذخیرہ موجود ہے۔

حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے جسمانی نزول پر اجماع امت

جناب مرزا صاحب اس عقیدہ کے بارے میں قرآن و حدیث کی رو سے اس مسئلہ کو متواتر و اجماعی عقیدہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح بن مریمؑ کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیشگوئی اس کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے (کہ وہی مسیح دوبارہ تشریف لائیں گے متی) اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع (خود بنائی ہوئی) ہیں در حقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسولؐ کی عظمت باقی نہیں رہی۔ (ازالہ اوہام ص ۵۵۷)

ف قارئین کرام! دیکھئے کیسی تفصیل اور وضاحت سے اصل مسئلہ نزول مسیح جسمانی کو بدلائل قرآنیہ اور صحیح احادیث اور تواتر امت سے واضح کیا جا رہا ہے کہ تمام امت اول سے آخر تک اس عقیدہ پہ متفق ہے کہ عیسیٰ بن مریم دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے اور قرآن و حدیث کے علاوہ انجیل بھی اس مسئلہ اور عقیدہ کی تائید اور تصدیق کرتی ہے جیسے متی ص ۲۴ اور اعمال کی کتاب میں صاف مذکور ہے۔ اب ایسے ثابت شدہ عقیدہ کا انکار بدقسمتی اور ہلاکت کا ثبوت ہی ہو سکتا ہے۔

اس عقیدہ سے انکار عظمت الٰہی اور عظمت رسولؐ کے منافی اور خلاف ہے۔ اب اس اقتباس کی رو سے ظاہر ہے کہ امت کے تمام افراد صرف ایک ہی عیسیٰ بن مریمؑ کے وجود کے قائل ہیں جو کہ بنی اسرائیل سے اور حضرت مریم بنت عمران کے بطن سے بلاپدر پیدا ہوئے تھے جن کو آسمانی کتاب انجیل مقدس عطا ہوئی تھی۔ امت کا کوئی پیشوا، محدث، مفسر یا فقیہ یا عامی آپ کے علاوہ کسی اور مسیح بن مریم سے واقف نہیں ہے اور یہی حقیقت ہر تفسیر، حدیث اور علم کلام کی کتاب میں سیکڑوں ائمہ دین سے تحریر اور مندرج ہے لہٰذا واضح ہو گیا کہ مرزا صاحب بھی اس جگہ اسی مسیح بن مریم کی آمد ثانی جسمانی ہی کو قرآن و حدیث اور تواتر امت کا مصداق تسلیم کر رہے ہیں اور یہ بات ہے بھی حقیقت کہ مسیح موعود فرد واحد ہی ہے اس کے علاوہ نہ کوئی مسیح ہے اور نہ کوئی مثیل مسیح۔ ویسے ہی اس بنیادی اور اجماعی عقیدہ کے ساتھ ایک ذیلی اور ظلی وجود کا اظہار کر رہے ہیں جس کا کہیں بھی کوئی تذکرہ نہیں اور نہ ہی امت میں سے کوئی اس کا قائل ہے۔

اس عقیدہ کے اجماعی ہونے پر ایک اور شہادت۔

مرزا صاحب اسی شہادۃ القرآن میں لکھتے ہیں کہ۔

قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے۔ جس کا نام عیسیٰ بن مریمؑ ہوگا اور یہ پیشگوئی بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہیں جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہے......

یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزارہا سے کچھ کم نہ ہوں گی۔ ہاں یہ بات اس شخص کو سمجھانا مشکل ہے کہ جو اسلامی کتب سے بالکل بے خبر ہے در حقیقت ایسے اعتراض کرنے والے اپنی بدقسمتی کی وجہ سے کچھ ایسے بے خبر ہوتے ہیں کہ انہیں یہ بصیرت حاصل ہی نہیں ہوتی کہ فلاں واقعہ کس قدر قوت اور مضبوطی کے ساتھ اپنا ثبوت رکھتا ہے۔

(شہادۃ القرآن طبع لاہور ص ۴)

ف قارئین کرام! واقعتاً بقول مرزا صاحب اور در حقیقت بھی بات ایسی ہی ہے کہ یہ مسئلہ نزول مسیح قرآن و حدیث اور اجماع امت سے اتنا مضبوط اور مدلل ہے کہ جس کا انکار ماسوائے بدقسمت، قرآن و حدیث سے جاہل بے خبر کے کوئی سلیم الفطرت اور باذوق انسان نہیں کر سکتا۔ بھلا اسے من یشاقق الرسول و یتبع غیر سبیل کا کردار ادا کر کے نصلہ جہنم کی کیا مصیبت پڑی ہے۔ خدا و رسولؐ کا قائل انسان تو یہ وعید سن کر ہی کانپ اٹھے گا۔ اپنے سلف صالحین اور تمام امت ہی کی رفاقت اختیار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نزول مسیح کے منکرین کو بھی ہدایت نصیب فرمائے (آمین)۔

مزید شہادات

مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کی رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے جیسا کہ ہندوؤں کے بزرگوں رام چندر کرشن وغیرہ کا وجود تواتر کے ذریعہ سے ہی ہم نے قبول کیا ہے گو تحقیق و تنقیش تاریخی واقعات میں ہندو لوگ بہت کچے ہیں مگر باوجود اس قدر تواتر کے جو ان کی مسلسل تحریروں سے پایا جاتا ہے ہرگز یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ راجہ رام چندر اور راجہ کرشن یہ سب فرضی ہی نام ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۵۵۶ از مرزا صاحب)

تبصرہ مندرجہ بالا اقتباس میں مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ۔

۱۔ تواتر قومی ایک یقینی اور قابل تسلیم امر ہے اگرچہ وہ تواتر غیر محقق قوم ہی کا ہو۔

۲۔ ہندو لوگ اگرچہ صحیح تحقیق و تنقیش کا معیار نہیں رکھتے مگر ان کا تواتر بھی مسلم ہوگا تو اس لحاظ سے اہل اسلام کا تواتر علمی اور نظری کس قدر صحیح اور قابل تسلیم ہوگا؟ جو کہ اصول تحقیق اور تنقیش میں تمام اقوام عالم سے فائق ہیں۔ لہٰذا جب تمام امت مسلمہ ازروئے دلائل قرآن و حدیث حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے ہیں تو اس سے انکار و انحراف کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

قارئین کرام! مندرجہ بالا تفصیل سے ثابت ہو گیا کہ تواتر قومی ایک حتمی اور یقینی امر ہے تو جب اس عقیدہ حیات و نزول پر تمام قوم مسلم اور نصاریٰ اپنے اپنے مذہبی دلائل کی رو سے اتفاق کلی رکھتے ہیں اور اس عقیدہ کو دونوں قوموں میں ایک کامل تواتر کا درجہ حاصل ہے تو پھر اس سے انکار و انحراف کس قدر گمراہی اور بددیانتی ہوگی۔

ایک اور انداز سے

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ۔

قرآن کریم کے حروف و الفاظ کی طرح اس کا مفہوم بھی ہر زمانہ میں موجود و محفوظ رہا۔ (شہادۃ القرآن ص ۳۵)

تبصرہ جب قرآن کے حروف و الفاظ روز اول سے لے کر آج تک ہو بہو بلاتغیر و تبدل موجود ہیں اور اسی طرح اس کا مفہوم و مصداق بھی اول سے لے کر آج تک ایک ہی طرح پر موجود ہے تو اس لحاظ سے بھی عقیدہ حیات و نزول مسیح بڑی صفائی سے اجماعی اور اتفاقی ٹھہرتا ہے کیونکہ اول سے لے کر آج تک ہر مفسر اور محدث اس عقیدہ کو ایک ہی طرح پر (یعنی جسمانی طور پر رفع و نزول) لکھتا اور بیان کرتا آ رہا ہے۔ لہٰذا یہ عقیدہ امت کا اجماعی اور متواتر اور اتفاقی عقیدہ ہوگا۔ جس میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اس بنا پر یہ عقیدہ اعلیٰ درجے کے تواتر کا حامل ہوگا جس کا انکار صریح گمراہی ہے۔

آج تک جتنے مجتہد اور مجدد ہوئے ہیں، جن کی طویل فہرست مرزائیوں کی مشہور کتاب عسل مصفی میں مندرج

باقی ص ۱۱ پر

از۔ مولانا نذیر احمد تونسوی
مبلغ ختم نبوت بلوچستان

مسئلہ ختمِ نبوّت ۔ ذکری فتنہ اور اس کا حل

الحمدلله رب العالمین- والصلو والسلام علی خاتم النبیین- امابعد

قرآن کریم نے آنحضرت ﷺ کی اطاعت کو لازمی اور آپ کے اسوہ حسنہ کو مثالی قرار دیا ہے کلام الٰہی میں رسول ہاشمی ﷺ کی اتباع اور قرآن پر عمل کی ہر مقام پر تاکید ملتی ہے۔ اشارتاً" یا کنایتاً" بھی کسی آنے والے نئے نبی یا کتاب کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اب قرآن و حدیث امت کے لئے وہ مکمل آئینہ حیات ہے کہ جس سے اخذ کردہ فیصلہ کا انجام خیر ہی خیر ہے۔ باہمی نزاع کا بہترین حل اور دینی و دنیاوی حیات کے لئے جامع اور اکمل ضابطہ حیات ہے۔ خالق کائنات نے اس کی خود ضمانت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم والاسلام دینا" مائدہ پ ۶ ارشاد خداوندی ہے "ومن یبتغ غیر الاسلام دینا" فلن یقبل منہ آل عمران پ ۳

وحدت کے لئے رب العزت نے جو صورت اختیار فرمائی۔ اس کا خلاصہ قرآن حکیم یوں پیش کرتا ہے۔ (اللہ) رب العالمین) (قرآن) ذکر العالمین (بیت اللہ) ھدا للعالمین (محمد عربی ﷺ) رحمتہ اللعالمین خلاصہ یہ کہ۔ تمام جہانوں کا رب ایک قرآن ایک قبلہ ایک رسول ﷺ ایک اس کے بعد بھی اگر تلاش دین کی پیاس نہیں بجھتی تو ارشاد ہوتا ہے۔ فبای حدیث بعدہ یومنون مرسلات پ ۲۹۔ یہودی امت کی بنیاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر تھی۔ عیسائی قوم کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر تھی اور امت محمدیہ ﷺ کی بنیاد محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت پر ہے۔ قیامت تک اس امت کی وحدت کا راز آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت میں پنہاں ہے۔ آپ ﷺ صرف نبی ہی نہیں بلکہ خاتم الانبیاء ہیں اور خاتم کے لفظ میں سارے فضائل و کمالات چھپے ہوئے ہیں یعنی نبوت و رسالت کے جتنے کمالات بھی ہوسکتے تھے وہ سب لا کر رب العزت نے حضور کرام ﷺ کی ذات اقدس میں جمع کردئے اور انتہا ہو گئی اور آپ کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھا گیا۔

حقیقت بین نظروں سے دیکھا جائے تو ختم نبوت ایک شرف اور اس بات کا ایک بین ثبوت ہے کہ نوع انسانی سن بلوغ کو پہنچ گئی ہے۔ اور اس میں یہ اہلیت آگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جامع و اکمل اور آخری پیغام کو بہ احسن الوجوہ قبول کرلے تجربہ شاہد ہے کہ اس عقیدے نے انسان کے اندر خود اعتمادی کی روح پھونکی ہے اور اسے قلبی سکون حاصل ہوا کہ دین اپنے نقطہ عروج پر پہنچ چکا جس کی پیروی پر دارین کی فوز و فلاح موقوف ہے۔

سنت الٰہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو ختم کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کامل کر کے ختم کرتا ہے' اس سلسلہ نبوت کو بھی اس وقت ختم کیا جب وہ پورے کمال کو پہنچ گیا یعنی ماضی و حال اور مستقبل کی کوئی بات ایسی باقی نہ رہی جسے بیان نہ کیا گیا ہو۔

اب عقل سلیم یہی فیصلہ دے گی کہ جب ایک نبی ﷺ کی دعوت سارے عالم کے لئے قرار پاچکی ہو اس کی معرفت سے آنے والا پیغام یعنی قرآن مجید ہر طور سے محفوظ ہو چکا ہو اور اس نبی ﷺ کی بے مثال تعلیم عام ہو چکی ہو ذرائع اور وسائل نے عالمی برادری کو قریب سے قریب تر کر دیا ہو تو پھر باب نبوت بند کیا جانا قرین مصلحت اور باعث رحمت ہے اور نعمت خداوندی کے اتمام اور دین اسلام کے انتہائی عروج کی دلیل ہے۔ جس طرح آفتاب کی روشنی میں کوئی چراغ نہیں جلتا اسی طرح آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد نبی نبوت کے چراغوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ چشمہ فیض سے جس قدر روشنی کی انسانیت کو ضرورت تھی وہ پوری آب و تاب کے ساتھ محمد عربی ﷺ کے توسط سے آگئی اس لئے اعلان خداوندی ہوا "ماکان محمد ابا احد من الرجا لکم ولکن الرسول اللہ و خاتم النبیین" احزاب پ ۲۲۔ تقریباً" ایک سو سے زائد آیات قرآنی سینکڑوں احادیث نبویہ ﷺ امت محمدیہ ﷺ کے سب سے پہلے اجماع اور آئمہ دین کی عبارات کی روشنی میں امت محمدیہ ﷺ اس بات پر متفق اور متحد چلی آرہی ہے کہ محمد عربی ﷺ پر سلسلہ نبوت ہر لحاظ سے ختم ہو چکا ہے اور آپ کے ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا درحقیقت وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کرنے کا مدعی اور متمنی ہے کیونکہ امت محمدیہ کی بنیاد ہی آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر قائم ہے اور ختم نبوت تقدیر کائنات پر وہ مہر کامل ہے جس کی پاسبانی کا فریضہ اس امت کے سپرد کیا گیا ہے۔

ہم اپنے عمل سے اپنے آنسوں سے اپنی محبت کے چراغوں سے اس کی پاسبانی کا حق ادا کرتے رہیں گے کیونکہ اس فریضے کی ادائیگی سے اسلامی دنیا کا حسن و جمال اور وقار وابستہ ہے اور ختم نبوت کا عقیدہ دین اسلام اور ایمان کی روح ہے اس سے وفا یا غداری پورے اسلام سے وفا اور غداری کے مترادف ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ذکری مذہب کے عقائد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہب کے پیروکار نہ صرف عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں بلکہ اسلام کے تمام بنیادی اصولوں سے منحرف ہیں۔ آج سے تقریباً" چار سو سال قبل ملا اٹکی نے ایک خود ساختہ ذکری مذہب کو جنم دیا۔ بانی مذہب ملا محمد اٹکی نے عقیدہ ختم نبوت سے انکار کرنے کے ساتھ دین اسلام کے تمام بنیادی ارکان 'کلمہ' نماز' روزہ اور حج جیسے فرائض کو منسوخ قرار دے کر ملت اسلامیہ سے بغاوت کرتے ہوئے کفر اور ارتداد کی نئی راہیں کھول کر مخلوق خدا کو گمراہ کیا۔

ذکری مذہب کی کتب بینی اور اوراق گردانی سے جو عقائد سامنے آتے ہیں ان کی مختصر تفصیل کچھ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ ملا محمد اٹکی کو اپنے نور سے پیدا کیا اور اس کے نور سے پھر ساری کائنات کو پیدا کیا۔ تمام انبیاء اولیاء اور دنیا کی دیگر جلیل القدر ہستیوں اور مقدس مقامات نے اٹکی کے نور سے فیض خصوصی پایا ہے۔

حضرت نوحؑ کو طوفان سے حضرت ابراہیمؑ کو آتش نمرود سے حضرت موسیٰ کو فرعون سے اٹکی کے نور نے نجات دلائی اور فرشتوں نے جب اس کے نور کا جلوہ دیکھا تو ستر ہزار برس تک بے ہوش پڑے رہے۔ حضرت جبرائیل' میکائیل' اسرافیل اور عزرائیل نے اٹکی کی خصوصی زیارت سے قرب خداوندی حاصل کیا۔ لوح محفوظ میں تمام آسمانی صحائف اور کتب دنیا میں نزول سے قبل اٹکی کو دکھا کر اپنی کتاب منتخب کرنے کو کہا گیا چنانچہ اٹکی نے تمام کتابوں سے چار مسائل اور قرآن مجید سے دس مسائل منتخب کرکے اپنی کتاب ترتیب دی جس کا نام برھان ہے یہی کتاب بعد میں وقت مقررہ پر اٹکی کے لئے برکور پر نازل ہوئی۔ اٹکی کا جسمانی ظہور ۹۷۷ھ میں نواح اٹک میں ایک اونچی پہاڑی پر ہوا۔ اس کے بعد اٹکی نے ۳۳ سال تک سیر جہانی کے نام سے مختلف ممالک کی سیر کی۔ بعد ازیں تربت میں واقعہ کوہ مراد پر آیا سات یا دس سال اپنے رفقاء سمیت یہاں قیام کرکے چلہ کشی کی اور لوگوں سے بیعت لے کر ذکری مذہب

کو پھیلایا ایک دن آدھی رات کو جب سب لوگ سو رہے تھے زیر زمین غوطہ لگا کر غائب ہو گیا ذکری مذہب کہتا ہے کہ نور بود بعالم بالا رفت۔ اب خدا کے روبرو کرسی پر بیٹھ کر ذکری امت کی نگرانی کر رہا ہے اور کسی ذکری کو دوزخ میں نہیں جانے دے گا۔

ذکری عقائد کی رو سے ملا محمد اٹکی داعی الی اللہ' مہدی' رسول' نبی آخر الزمان' ختم الرسل' ختم الولایت' خدا کا امین' خلیفۃ الرحمن' صاحب کتاب' زندہ و جاوید' مکان زمان سے پاک' مرشد خلق' ہادی برحق' وجہ تخلیق کائنات' خدا کا معشوق' اور نور مجسم ہے۔

نیز قرآن مجید میں جہاں بھی محمد ﷺ کا نام اور آپ کی شان بیان ہوئی ہے اس سے مراد ملا محمد اٹکی ہے ذکری کلمہ لا الٰہ الا اللہ نور پاک نور محمد مہدی رسول اللہ ہے۔ ذکری مذہب میں نماز منسوخ ہو چکی ہے اس کی جگہ ذکر فرض ہے نماز پنجگانہ جمعہ و عیدین پڑھنے والا گمراہ بے دین اور کافر ہے ہر بالغ ذکری مرد و عورت پر ذکر فرض ہے مختلف اوقات میں مختلف انداز سے تقریباً چھ طرح کا ذکر کیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک کے روزے ذکری مذہب میں منسوخ ہیں ان کی جگہ ماہ ذوالحجہ کے ابتدائی آٹھ روز فرض ہیں زکوۃ کی اسلامی شرح منسوخ اس کی جگہ عشرہ وغیرہ فرض ہے۔ ذکری مذہب میں زکوۃ کے کچھ ایسے شرمناک مسائل بھی ہیں جن کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے حج کعبہ کو اٹکی نے منسوخ قرار دے کر اس کی جگہ اپنی امت کی آسانی کے لئے کوہ مراد کا حج فرض ہے جس کو اب ذکری زیارت بھی کہتے ہیں مگر اس زیارت کی حیثیت اب بھی حج جیسی ہے ذکری کوہ مراد کو بیت اللہ کا قائم مقام اور مقام محمود بھی تصور کرتے ہیں اور ہر سال ۲۷ رمضان المبارک کو یہاں جمع ہو کر نقلی حج کی رسومات ادا کرتے ہیں۔

ذکری مذہب کے ان کفریہ عقائد کے بعد کوئی بھی ذی شعور مسلمان' ذکریوں کو ان کے کفریہ عقائد کی رو سے مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کیونکہ ذکری عقائد "اعمال کا اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے" اسی بنا پر نصیر خان نوری مرحوم اور خان قلات نے اس گمراہ مذہب کے خلاف انتہائی قابل تقلید قدم اٹھا کر اس فتنے کی سرکوبی کے لئے جہاد کیا اور آج جس انداز سے ذکری شعائر اسلام کی توہین اور آئین پاکستان کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں وہ پاکستان جیسے اسلامی ملک میں مسلمانوں کے لئے ایک چیلنج اور حکمرانوں کے منہ پر ایک طمانچے کی حیثیت رکھتا ہے اور ستم ظریفی یہ کہ حکمران اس کفریہ یلغار کو فرقہ واریت کا نام دے کر علماء اسلام کو مطعون کرتے ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ذکری مسئلہ کے پر امن حل کے لئے ضروری ہے کہ تمام ذاتی اور سیاسی مفادات بالائے طاق رکھ کر پر خلوص جدوجہد کی جائے اور وطن عزیز کی تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر ساتھ چلانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے جس اسٹیج سے اس مسئلہ کے حل کے لئے مشترکہ آواز اٹھائی جائے کم از کم اسٹیج کو موجودہ اور مروجہ سیاست سے دور رکھا جائے تاکہ ہر مکتبہ فکر کے لوگ بلا جھجک اس جدوجہد کو مذہبی فریضہ سمجھ کر شرکت کر سکیں' ہر سطح پر ذکریوں کا بائیکاٹ کر کے ان کو اپنے کفریہ عقائد کا احساس دلایا جائے' اسلامی نظریاتی کونسل قومی اور صوبائی اداروں اور عوامی سطح پر ہر وہ پر امن انداز اپنایا جائے جو ماضی میں فتنہ قادیانیت کے حل کے لئے اپنایا گیا تھا' مذکورہ تجاویز کو اگر عملی شکل دے کر ملک گیر تحریک چلائی گئی تو انشاء اللہ اس مسئلہ کے حل میں حائل کوئی رکاوٹ دریا ثابت نہیں ہوگی اور کامیابی و کامرانی اہل اسلام کے لئے مقدر ثابت ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ

جامعہ قاسم العلوم فقیروالی ضلع بہاولنگر کے مختصر حالات' کوائف اور ضروریات

جامعہ قاسم العلوم پنجاب کے ایک دور افتادہ پسماندہ و سیم زدہ علاقہ میں ہونے اور اکثر و بیشتر مالی مشکلات میں مبتلا رہنے کے باوجود اعلیٰ خطوط پر چھ صد سے زائد طلباء کی تعلیم و تربیت کے فرائض عرصہ ۵۶ سال سے سرانجام دے رہا ہے۔ ۲۵۰ سے زائد ایسے طلباء ہیں جو جامعہ کے دارالاقامہ میں قیام پذیر ہیں جن کی تمام ضروریات و اخراجات جامعہ پورے کرتا ہے' ابتدائی عربی سے دورہ حدیث شریف (الشہادۃ العالمیہ مساوی ایم اے عربی و اسلامیات) تک تمام علوم و فنون عربیہ کا اور درجہ حفظ و ناظرہ و تجوید القرآن کے علاوہ مڈل تک علوم عصریہ کی تعلیم کا بھی باقاعدہ انتظام ہے' طالبات کی دینی تعلیم کے لئے ایک علیحدہ بہت بڑی درسگاہ "جامعہ تعلیم البنات" کے نام سے قائم کی گئی ہے جس میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق "الشہادۃ العالیہ" تک تعلیم کا اعلیٰ انتظام ہے' ۲۵۰ سے زائد طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں جن میں ۱۳۵ کے قریب طالبات جامعہ کے دارالاقامہ میں قیام پذیر ہیں۔ جامعہ کے فیض یافتہ علماء کثیر تعداد میں ملک و بیرون ملک تعلیمی و تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدیر ماہنامہ بینات کراچی' مولانا سید اظہر حسن خطیب مسجد خضراء کراچی' مولانا احسن الحق مرکز تبلیغ رائے ونڈ' مولانا احسان الحق مرحوم مہتمم تعلیم القرآن راولپنڈی مولانا خلیل احمد خطیب جامع مسجد سکھر' مولانا عبد الشکور ترمذی اور ڈاکٹر عابد اللہ غازی سربراہ شعبہ اسلامیات شکاگو یونیورسٹی امریکہ جیسے اسکالر اور علماء نے جامعہ ہذا سے اکتساب فیض کیا ہے جامعہ کا کتب خانہ بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے' جس میں ۱۵ ہزار سے زائد نادر و نایاب مختلف علوم و فنون پر مشتمل قیمتی کتب قارئین کے مطالعاتی ذوق کی تسکین کرتی ہیں' کتب خانہ میں قرآن پاک کے بہت ہی بصورت قلمی نسخہ جات موجود ہیں سلطان اورنگزیب عالمگیر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی حمائل شریف بھی کتب خانہ کی زینت کا باعث ہے' سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب کا ایک قدیم نسخہ بھی موجود ہے۔ کتب خانہ کی جدید خوبصورت بلند و بالا دو منزلہ بلڈنگ فن تعمیر کا ایک نادر نمونہ ہے۔ جامعہ کے دارالاقامہ کی پرانی عمارت ختم ہو گئی ہے ۲۰X۱۵ کے ۱۰ کمروں پر مشتمل "اشرف" بلاک کی بنیادیں بھری جا چکی ہیں' ان کی تعمیر کی فوری ضرورت ہے۔ جامعہ کی مسجد بھی پرانی اور خستہ ہو چکی ہے جسے وسیع و کشادہ کر کے دوبارہ تعمیر کرنا سخت ضروری ہے۔ جامعہ کے سالانہ اخراجات ۲۱ لاکھ روپیہ کے قریب ہیں ۱۸ صد من آٹے کا خرچہ اس کے علاوہ ہے۔ علاقہ ہذا میں کپاس کی فصل بہت کمزور ہوئی ہے جس کی وجہ سے جامعہ کی مالیات بھی شدید متاثر ہوئی ہیں اور جامعہ کافی مقروض ہو گیا ہے' اس لئے جملہ اہل اسلام و مخیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنی زکوۃ و صدقات و فطرانہ سے جامعہ کی بھرپور امداد فرمائیں۔ جامعہ کا اکاؤنٹ نمبر ۱۱۲ حبیب بینک فقیروالی یاد رکھیں۔

خادم اسلام۔ محمد قاسم قاسمی مہتمم جامعہ قاسم العلوم فقیروالی ضلع بہاولنگر پاکستان فون ۱۴۱، ۱۴۱

مخیر حضرات سے اپیل

مدرسہ اسلامیہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹرسٹ رجسٹرڈ محمود آباد ۶ کراچی ۱۹۸۲ء سے قائم ہے اور الحمدللہ فروغ اسلام میں اپنی مثال آپ خدمات انجام دے رہا ہے ۴۵۰ بچے قرآن مجید کے شعبہ حفظ و ناظرہ و قرآت کے شعبہ میں زیر تعلیم ہیں جبکہ ۸۶ بچے مسافر/ بیرونی ہیں جن کی خوراک رہائش اور جملہ ضروریات کا مدرسہ کفیل ہے اور یہ تمام ضرورتیں آپ جیسے مخیر حضرات کے تعاون سے ہی پوری ہوتی ہیں۔

اس وقت جو سب سے اہم مسئلہ ہے وہ بچوں کے لئے رہائش کا ہے بچوں کی رہائش کے لئے اوپر کی منزل کی تعمیر کی اشد ضرورت ہے 'مدرستہ البنات جس میں بچیوں کو قرآن مجید حفظ کرانے کے ساتھ ساتھ دستکاری کی تعلیم دی جائے گی تعمیر کرنے کا بھی پروگرام ہے۔ مسجد الفاروق نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے ناکافی نظر آتی ہے اس کی بھی اوپر کی منزل اور ایک عدد بلند و بالا مینار تعمیر کرنے کا بھی ارادہ ہے۔ مدرسہ کے قریب ایک پلاٹ رقبہ ۲۵۰ گز گراؤنڈ فلور پر ڈسپنسری اور بچیوں کی تعلیم کے لئے ہو گی اور فرسٹ فلور پر اساتذہ کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کی جائیں گی کیونکہ اساتذہ کے لئے فیملی رہائش کی بڑی تکلیف ہے۔

مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ اس ماہ مبارکہ میں اپنی زکوۃ فطرہ 'صدقات و دیگر عطیات سے مدرسہ کے مسافر و مساکین طلبہ کی مدد فرمائیں اور عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں۔

.... الداعی الی الخیر ....

قاری اللہ داد مہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمود آباد ۶ کراچی

خطیب جامع مسجد الفاروق محمود آباد ۶ کراچی فون' ۵۸۹۴۲۵۵

ترسیل زر کے لئے کاؤنٹ نمبر ۲۰۔ الائیڈ بینک کراچی ایڈمنسٹریشن سوسائٹی برانچ

عطیہ اشتہار
لاثانی ٹیکوا مپکس
فون 2423411-2423511

از محمد صدیق شاہ بخاری' لاہور

رواداری کی آکاس بیل اور ہماری اقلیتیں

جناب ابن الحسن صاحب' وطن عزیز کے معزز و محترم اور نامور قلمکار' جو ان دنوں صاحب فراش ہیں انہوں نے کراچی کے آر ایم آئی اسپتال سے زندگی کی نازک ساعتوں میں قوم کے نام ایک پیغام بھیجا ہے ملاحظہ فرمایئے "پوری قوم کے ذہن میں ایک بات بٹھا دیجئے کہ ہماری عدم رواداری نے داخلی مسائل بھی ان گنت پیدا کئے ہیں اور خارجی بھی۔ صبر و تحمل اور برداشت کی روایت ہمارے معاشرے سے ختم ہوتی جا رہی ہے جس کے نتیجے میں تہذیب و شائستگی کو فروغ ملنے کے بجائے غیر انسانی جذبے پروان چڑھ رہے ہیں سیاسی سطح پر بھی معاشرتی سطح پر بھی۔ اخلاقی اقدار سے تو ایک توازن قائم رہتا ہے اور باہمی احترام کے جذبے سے انسانی معاشرے میں صحت مند رجحانات نشوونما پاتے ہیں دکھ یہ ہے کہ اسلامی تہذیب کے نقوش مدھم پڑ گئے ہیں۔ دوسرا دکھ یہ ہے کہ ہم نے اپنی اقلیتوں کے ساتھ کچھ اچھا طرز عمل اختیار نہیں کیا۔ باہر کی دنیا میں ہماری بڑی رسوائی ہوئی ہے اس رسوائی میں ایک تو ہمارے خلاف منفی پروپیگنڈے کا عمل دخل ہے مگر اس سے زیادہ ہمارے رویوں اور قانونی ضابطوں کا ہے" (روزنامہ جنگ لاہور' ۲۱ جنوری ۱۹۹۴ء)

اس پیغام کو لفظوں کی قبائے دلکش پہنا کر ہم تک پہنچانے کا شرف حاصل کیا ہے مکرم جناب الطاف حسن قریشی صاحب نے۔ یہ پیغام پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ لفظ و آواز کی یہ ساحری اس تاریخی تسلسل کی اک کڑی ہے جس کے تحت صلیبی جنگیں ختم ہوئیں بلکہ ان کی حکمت عملی اور میدان عمل تبدیل کر دیا گیا ہے اور لگتا ہے کہ یہ بھی شاید اسی پوشیدہ عمل کا حصہ ہے جس کے تحت امت مسلمہ کی رگوں سے جوہر عزت ختم کرنے کی طویل عرصے سے سازش ہو رہی ہے ان دونوں شخصیات کے پورے دلی احترام کے باوجود میں یہ کہنے کی جسارت چاہتا ہوں کہ شاید یہ حضرات بھی رواداری کی اس آکاس بیل کو پانی دینے میں شامل ہو گئے ہیں جس نے پہلے ہی امت کے شجر حیت کو زرد کر کے رکھ دیا ہے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ ان حضرات کا یہ عمل اشعوری ہی ہو گا کہ وبا پھیلے تو نہ چاہتے ہوئے بھی تندرست و توانا اس کی زد میں آ جاتے ہیں۔

مذکورہ پیغام کی پہلی اہم بات ہماری "عدم رواداری" ہے۔ قومی ذرائع ابلاغ سے لے کر عالمی میڈیا تک سب میں اس الزام کی گردان کچھ اس تسلسل سے ہو رہی ہے کہ اب اپنوں کو بھی یہ گمان ہونے لگا ہے کہ شاید ہم واقعی عدم رواداری کے شکار ہیں۔ فن پراپیگنڈہ نے تو الفاظ و اقدار کے معانی بھی بدل کے رکھ دیئے ہیں۔ آج ان معانی کو حقائق کی کسوٹی پر پرکھنے کی کسے فرصت۔ ہمیں یہ تسلیم کہ رواداری نہ صرف اعلیٰ انسانی اقدار کا جزو اعظم ہے بلکہ تاریخ اسلام کے ماتھے کا جھومر بھی ہے مگر تمام تر انسانی اقدار کا ایک مطلوبہ معیار ہی متصور ہوتا ہے اس سے کم یا زیادہ کی صورت میں وہی قدر ایک خوفناک و مکروہ شکل اختیار کر لیتی ہے جیسے قوت غضبیہ کی پسندیدہ مقدار شجاعت کہلاتی ہے اس میں تفریط بزدلی تو افراط جاہلیت ہے قوت عقلیہ کی مناسب سطح حکمت و دانائی ہے کمی کی صورت میں حماقت اور زیادتی جزیرہ بن جاتی ہے قوت شہوانیہ کی معتدل حد عفت و عصمت ہے جبکہ کمی جمود اور اضافہ فسق و فجور ہے روا داری حد سے بڑھ جائے تو بے غیرتی و بزدلی بن جاتی ہے اور ضرورت سے بھی کم ہو جائے تو تعصب و تنگ نظری سمجھی جاتی ہے۔

شومئی قسمت سے غیروں کی مکری اور منظم سازش اور اپنوں کی سادگی' بھولپن بلکہ نادانی و حماقت سے آج امت مسلمہ سے جس قسم کی رواداری کی توقع و تلقین کی جا رہی ہے وہ رواداری کی یہی بڑھی ہوئی حد یعنی بے غیرتی و بزدلی ہے۔ جو نہ کہ لفظ رواداری کے محقق و مسلم اصطلاحی مفہوم کے برعکس ہے بلکہ اس کے لغوی مفہوم کے خلاف بھی ہے۔

حالانکہ مہذب اللغات میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ رواداری اس حد تک برتنا چاہئے جہاں تک مذہب پر کوئی آنچ نہ آنے پائے اور ترقی اردو بورڈ کراچی کی شائع کردہ اردو لغت کے مطابق روادار وہ شخص ہوتا ہے جو اسی بات کو درست جائز مباح یا برداشت کرے جس میں کوئی مذہبی اخلاقی یا قانونی حرج نہ ہو۔ مگر رواداری کے "جدید مفہوم" کے پرچارک اس بات کے لئے عالمی پیمانے پر کوشاں ہیں کہ رواداری کے نام پر دل مسلم سے دینی عزت و حمیت کا خانہ خالی کر کے بزدلی' کم ہمتی اور بے غیرتی کو وہاں براجمان کر دیا جائے۔ اور جہاں کہیں سے بھی امت کے احیاء' ملی اقدار کی بقا' اسلامی تشخص کی ضیاء دینی غیرت کی فضا اور انقلاب مصطفےٰ ﷺ کی آواز بلند ہو اسے نہ صرف دبا دیا جائے بلکہ یہ کہہ کر اسے فنا کر دیا جائے کہ اسلام تو بس روا داری کا دین ہے۔ فرد سے لے کر معاشرے تک' انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک اور شخصی کاوش سے لے کر پوری تحریک تک جہاں کہیں' کسی نے جب بھی آگے بڑھنے کی کوشش کی ہے تو اسے یہی کہہ کر روکا جاتا ہے کہ آخر تم کفر و باطل کو' ظلم و ستم کو' شرک و بدعت کو' ارتداد و الحاد کو برداشت کیوں نہیں کرتے کہ اسلام تو تمہیں رواداری سکھلاتا ہے۔ بے شک ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ اسلام امن و سلامتی کا دین اور حامی و مددگار ہے مگر "اسلام کی نگاہ میں حقیقی امن اور سلامتی وہی ہے جو حدود اللہ کی اقامت سے حاصل ہوتی ہے جس کسی نے امن و سلامتی کا مطلب یہ سمجھ رکھا ہے کہ شیطانی نظامات کے زیر سایہ اطمینان کے ساتھ سارے کاروبار چلتے رہیں اور مسلمان کی نکسیر تک نہ پھوٹے۔ اس نے اسلام کا نقطہ نظر بالکل نہیں سمجھا کیا اسلام کا کام بس یہی ہے کہ چند عقائد اور اصول اخلاق کی تعلیم دے کر آدمیوں میں اتنی لچک اور اتنی نرمی پیدا کر دے کہ وہ ہر نظام تمدن میں خواہ وہ کسی قسم کا تمدن ہو' بہ آسانی کھپ سکیں۔ اگر معاملہ یہی ہے تو پھر اسلام بدھ مذہب یا سینٹ پال کی بنائی ہوئی مسیحیت سے زیادہ مختلف نہیں رہتا۔"

ستم تو یہ ہے کہ عدم رواداری کا طعنہ اس قوم کو دیا جا رہا ہے جو کشمیر میں ہزاروں عزتیں لٹا کر بھی رواداری کے نام پر چپ ہے۔ جو بوسنیا میں بہتے ہوئے خون مسلم کو دیکھتے ہوئے بھی رواداری کے نام پر چپ ہے۔ جو ملک میں توہین نبوت و توہین صحابہؓ کے باوجود بھی رواداری کے نام پر چپ ہے جو بابری مسجد کے انہدام پر بھی رواداری کے نام پر چپ ہے۔ قریشی صاحب خدا کے لئے بے غیرتی و بزدلی کے کناروں پر لڑکھڑاتی اس قوم کو واپس لایئے ورنہ عدم رواداری کا یہ طعنہ ایسے ہی دیا جاتا رہا تو وہ دن دور نہیں کہ جب لوگ کہیں گے کہ ہر چور کو چوری کی ہر ڈاکو کو ڈاکے کی' ہر زانی کو زنا کی اور ہر قاتل کو قتل کی اجازت رواداری کے نام پر کیوں نہ دے دی جائے؟ اور ہاں پھر اس ملک کے ہندو رواداری کے نام پر بیواؤں کو چتا میں جلانے کی اجازت چاہیں گے۔ اس ملک کے عیسائی میناروں پر صلیب کو سجانے کے طلب گار ہوں گے۔ اور اس ملک کے قادیانی علی الاعلان مرزا غلام احمد کو محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ کر کہنا چاہیں گے۔ کیا عدم رواداری سے بچنے کے لئے اس سب کی اجازت

دے دی جائے؟

یہ بالکل درست ہے کہ باہمی احترام اور رواداری سے ہی معاشرے میں صحت مند رجحانات نشوونما پاتے ہیں۔ مگر اس باہمی احترام کی کوئی حد بھی ہے کہ نہیں؟ ہماری پگڑی سربازار اچھالی جائے' ہماری عزت دن دہاڑے لوٹی جائے اور ہمارا ایمان بھی ہم سے چھینا جائے تو کیا پھر بھی یہ باہمی احترام اور رواداری ایسے ہی برقرار رہے گی؟ خصوصاً" جبکہ دشمن ہماری اس رواداری کو کمزوری پر بھی محمول کرتا ہو۔ بے شک اسلام میں معاف کر دینا بہتر و برتر عمل ہے مگر جہاں معاف کرنے سے شریر کے شر میں اضافے کی توقع ہو تو وہاں علمائے امت کی صراحت کے مطابق سر کچلنا ہی افضل ہوتا ہے اس بات کو اکبر شاہ خان نجیب آبادی یوں کہتے ہیں کہ اسلام میں جہاں تلوار کا بے جا استعمال ظلم ہے وہاں ظالم کے خلاف تلوار کا استعمال نہ کرنا بھی جرم ہے۔ اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ جس طرح معاشرے کے مختلف طبقات میں باہمی رواداری نہ برتنا ظلم ہے اسی طرح غیرت کے مواقع پر غیرت کا اظہار نہ کرنا بھی جرم ہے۔ اور آج کی پوری امت اس جرم میں ملوث ہے۔

مذکورہ پیغام کی دوسری اہم بات یا بزبان راوی دوسرا دکھ یہ ہے کہ "ہم نے اپنی اقلیتوں کے ساتھ کچھ اچھا طرز عمل اختیار نہیں کیا" کاش یہ بات کسی اور نے کی ہوتی! وطن عزیز کے چھیالیس برسوں کے شب و روز اس بات کے شاہد ہیں کہ ۹۷ء۹۹ فیصد مسلم آبادی والے اس ملک میں اپنے ہر مذہبی مطالبے کو منوانے کے لئے مسلمانوں کو کئی جاں گسل مراحل سے گزرنا پڑا اور قربانیوں سے بھرپور تحاریک چلانی پڑیں تب کہیں جا کر خیرات کے مانند چند ٹکے ان کی جھولی میں گرائے گئے جبکہ اقلیتوں پر ایسی نوبت کبھی نہ آئی ان کے ماتھے پر اک شکن آئی تو ہماری حکومتوں نے اپنے انداز بدل ڈالے ان کے لب ذرا بھی بند ہونے پائے تھے کہ ان کے درپے جا کے ان کی تمنائیں پوری کر دی گئیں۔ ہم یہ بات پورے چیلنج سے کہہ سکتے ہیں کہ دنیا بھر میں کسی بھی نظریاتی ریاست میں اقلیتوں سے اس سے بہتر سلوک کا وجود موجود نہیں اسرائیل اور آنجہانی روس تو دور کی بات ہے خود کو سیکولر کہلانے والا بھارت بھی ہمارے اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکتا۔ بھارت میں ایک ہفتے میں اقلیتوں کے ساتھ جتنے مظالم کئے جاتے ہیں ہماری ملک کی پوری عمر کے اعداد و شمار بھی ان سے کم ہیں بھارت تو خیر اپنی بڑائی پر مغرور ہے اس معاملے میں تو حکومت برما بھی اس سے دس قدم آگے ہے وہاں پر مسلم طالب علم کے لئے اسکول میں نصب قومی جھنڈے کو جھک کر سلام کرنا لازم ہے۔ افسران کو جھک کر تعظیم کرنی ضروری ہے اور ہر مسلم گھرانے پر ہفتہ میں دو دن بلا معاوضہ جبری بیگار لازم ہے ورنہ نوے کیات فی کس تاوان دینا پڑتا ہے۔

وطن عزیز میں اقلیتوں کے لئے ترقی کے تمام دروازے ہمیشہ کھلے رکھے گئے تمام اعلیٰ عہدے ہمیشہ ان کی راہوں میں آنکھیں بچھاتے رہے۔ وزیر قانون جوگندر ناتھ منڈل سے لے کر چیف جسٹس کارنیلیس تک وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی سے لے کر آج کے جج سالک تک سب ہماری رواداری کے مظاہر اور شاہد ہیں۔ علمی' معاشی' معاشرتی' سیاسی تمام شاہراہوں پر کہیں کوئی قدغن نہیں لگائی گئی اوپن میرٹ کے ساتھ ساتھ کوٹے کی صورت میں ان پر خصوصی نوازشات کی بارش بھی برسائی گئی۔ اب کوئی بدنصیب اس بھری برسات میں بھی نہ نہانا چاہے تو ہمارا کیا دوش؟

کسی بھی نظریاتی ریاست میں اس کے بنیادی نظریے کے برعکس تبلیغ کی قطعی اجازت نہیں دی جاتی لیکن ہم نے تو اس ملک میں بھی جو اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر لا الہ الا اللہ کو مقصد قرار دیتے ہوئے وجود میں آیا جس کا سرکاری مذہب اسلام قرار پایا اور قرارداد مقاصد جس کے آئین کا حصہ قرار پائی اپنے تمام مقاصد کو' نظریات کو' رواداری کے نام پر بالائے طاق رکھتے ہوئے اقلیتوں کو ہر قسم کی تبلیغ کی کھلی اجازت دے رکھی ہے۔ بلکہ اس لحاظ سے یہ ملک اقلیتوں کی جنت ہے کسی ملک میں غیر مذاہب کے مبلغین کو اس قدر آزادی حاصل نہیں جو یہاں انہیں میسر ہے۔ ہم نے تو اپنے وفاقی دارالخلافہ میں ایک ایسے ریڈیو کے دفتر کی اجازت دے رکھی ہے جو خالصتاً" مسیحیت کی تبلیغی نشریات کے لئے وقف ہے اسے ریڈیو پیشاڑ کہتے ہیں یہ

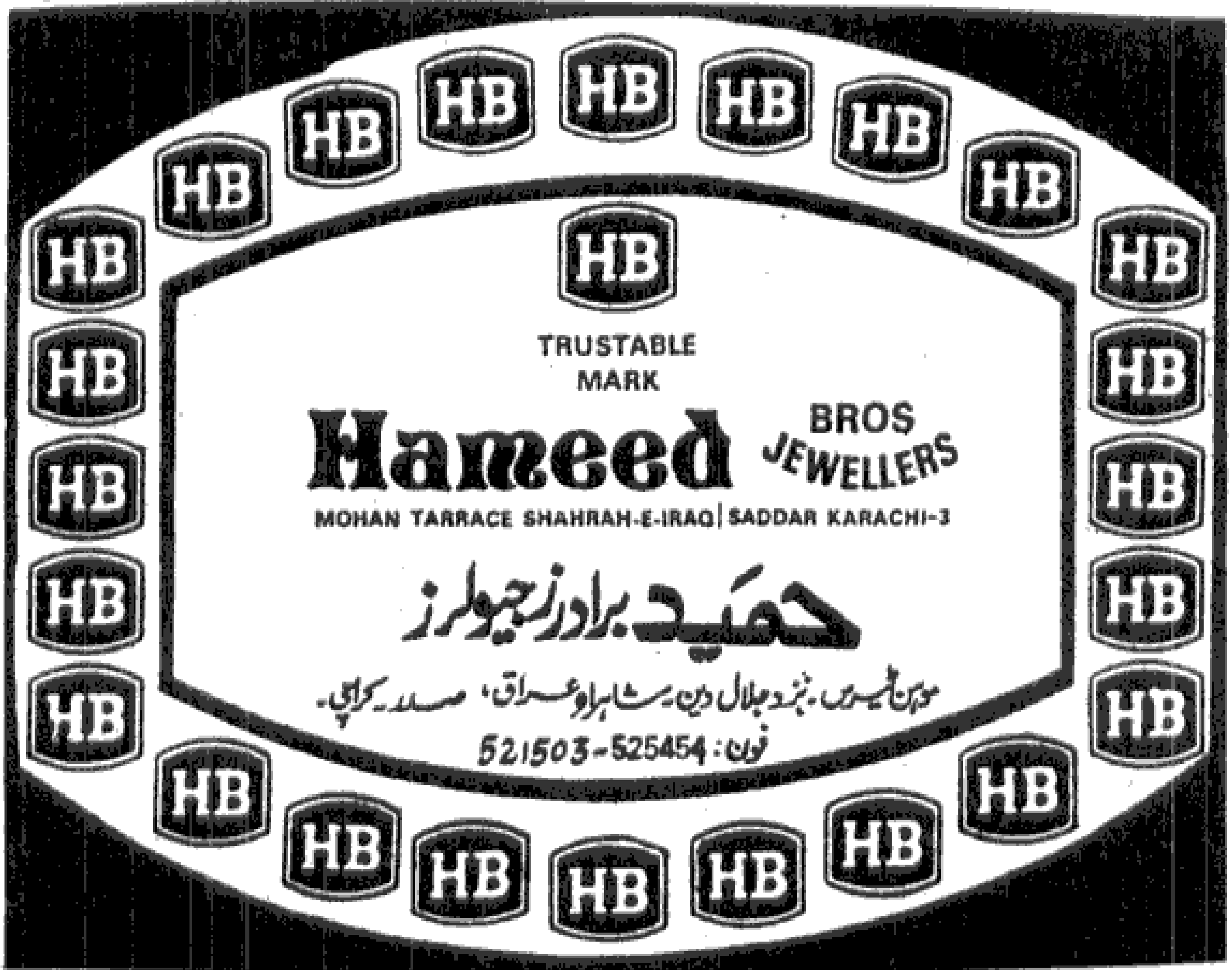

پاکستانی سرحدوں سے کچھ دور ہیٹلز جزیرے میں قائم ہے یہاں سے روزانہ پانچ گھنٹے پاکستان کی قومی اور علاقائی زبانوں میں بائیبل کی تعلیمات نشر ہوتی ہیں۔ وطن عزیز میں عیسائیت کے کم از کم ۱۸ باقاعدہ اور ۱۵ بے قاعدہ تبلیغی رسائل و جرائد شائع ہو رہے ہیں۔ جن میں تبلیغ کم اور اسلام پر جارحیت زیادہ ہوتی ہے مثلاً گوجرانوالہ سے شائع ہونے والا مسیحی ماہنامہ کلام حق کے شمارہ ۴۳۲ اشاعت فروری ۱۹۸۷ء کے ۲۱ صفحات ہیں جن میں مسیحیت پر ۹ صفحے اور ۱۲ صفحے اسلام کے خلاف جارحانہ تنقیدی مضامین پر مشتمل ہیں اسی طرح شمارہ ۵۲۲ مئی ۱۹۸۷ء ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے جس میں صرف ساڑھے نو صفحات مسیحیت کے لئے ہیں باقی سب اسلام دشمنی کے لئے وقف ہیں۔

پورے ملک میں مسیحی آبادی ۱٫۵۶ فیصد ہے اس کے باوجود ان کے کم از کم ۲۸ چرچ اور تبلیغی تنظیمیں کام کر رہی ہیں ظاہر ہے کہ ان کا ہدف عیسائی کم اور مسلمان زیادہ ہیں۔ اسی طرح تبلیغ کے لئے چودہ خط و کتابت اسکول کام کر رہے ہیں جو اردو زبان میں ۴۴ اور انگریزی میں ۵۲ کورسز کروا رہے ہیں۔ ان سب کورسز میں صرف دو کورس مسیحی افراد کے لئے ہیں باقی سب کورس مسلمانوں میں تبلیغ کے لئے وقف ہیں ہماری سرکاری ذرائع ابلاغ بھی اس فیاضی اور روا داری میں کسی سے کم نہیں ریڈیو پاکستان لاہور گڈ فرائیڈے' ایسٹر' کرسمس کی شام اور کرسمس ڈے کے تہواروں پر ایک ایک گھنٹہ کے پروگرام نشر کرتا ہے۔ جو خود مسیحی حضرات کے مرتب کردہ ہوتے ہیں بلکہ کرسمس ڈے پر تو چرچ سے براہ راست سروس نشر کی جاتی ہے ایسے ہی پاکستان ٹیلی ویژن تمام اسٹیشنوں سے ایسٹر پر ۴۵ منٹ اور کرسمس پر ایک گھنٹے کا ڈرامہ پیش کرتا ہے۔ پاکستان کی دوسری بڑی اقلیت ہندو ہیں جو کل آبادی کا ۱٫۵۱ فیصد ہیں۔ اس اقلیت کے بھی ۷ باقاعدہ اور کئی بے قاعدہ رسائل و جرائد شائع ہو رہے ہیں۔ بہت سے اہم پبلی کیشنز کے ادارے ان کی ملکیت ہیں۔ پورے سندھ کی تجارت پر ان کا کنٹرول ہے۔ یہی نہیں بلکہ رب راضی کاٹن فیکٹری اور مون کاٹن فیکٹری میرپور خاص کے مالک رتن لال کو ۸۳۔۸۴ اور ۸۵۔۸۶ میں بھاری قرضہ غیر قانونی طور پر دے کر قومی خزانے کو شدید نقصان پہنچایا گیا۔ ابھی تک رتن لال پر ایک کروڑ ۶۰ لاکھ روپے واجب الادا ہیں۔ مگر اس کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کی گئی صوبہ پنجاب میں ہندو آبادی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کے باوجود ریڈیو پاکستان لاہور کی رواداری کا یہ عالم ہے کہ جنم اشٹمی پر ۳۰ منٹ کا خصوصی پروگرام نشر کرتا ہے جبکہ دسہرا' بالمیک جی کا دن اور دیوالی پر ۱۰'۱۰ منٹ کی خصوصی نشریات ہوتی ہیں۔ ریڈیو پاکستان حیدر آباد' دسہرہ' دیوالی اور ہولی پر آدھ آدھ گھنٹے کے پروگرام نشر کرتا ہے۔

ملک کی تیسری اقلیت قادیانی ولاہوری صرف گزشتہ مردم شماری کے مطابق ایک لاکھ ۳۰ ہزار سے کچھ اوپر ہیں اتنی کم تعداد میں ہونے کے باوجود ان کے لئے نہ صرف تمام کلیدی عہدوں کی راہیں کھلی ہیں بلکہ ان کے ۷ ماہنامے ایک ہفتہ وار اور ایک روزانہ اخبار تبلیغی مقاصد کے تحت شائع ہو رہے ہیں۔ اسی طرح لاہوری گروپ کے بھی دو اخبار شائع ہوتے رہے ہیں۔ یہ اقلیت ملک کی عجیب اقلیت ہے۔ قانون و آئین شکنی ان کا شیوہ ہے دھونس دھاندلی ان کی گھٹی میں پڑی ہے ملک عزیز کے خلاف پراپیگنڈہ کرنے میں بھی یہ سب سے تیز ہے اور دوسری طرف مفادات سمیٹنے میں بھی سب سے آگے ہے۔ بقول ان کے کہ یہ ان پر ابتلا کا دور ہے مگر اس کے باوجود ان کو مطبوعات اور جرائد کی تحریروں میں جارحیت کا یہ انداز کہ سم القریحت ہی دل آزاری اور قانون شکنی کے زمرے میں آتی ہیں۔ اقلیتی تہواروں پر حکومت کی طرف سے اقلیتوں کو باقاعدہ تعطیل کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ بلکہ صوبہ پنجاب میں تو ۲۵ دسمبر کے علاوہ ۲۶ دسمبر کو بھی مسیحی برادری کے لئے آ.شیل تعطیل کا اعلان کیا گیا ہے مسلمان اپنے تہواروں پر اسی تنخواہ میں گزارہ کرتے ہیں جبکہ اقلیتوں کو یہ سہولت بھی حاصل ہے کہ وہ بینوولنٹ فنڈ سے رقم حاصل کرکے اپنے تہوار شایان شان طریقے سے منا سکتے ہیں۔ کسی مسلم تعلیمی ادارے میں اقلیتوں کو ان کے مذہب کے برعکس کسی عمل پر مجبور نہیں کیا جاتا جبکہ مسیحی مشنری اسکولوں سے یہ شکایات اکثر موصول ہوتی رہتی ہیں کہ وہاں مسلمان طلباء کو بائیبل بھی پڑھائی جاتی ہے اور ان کے سینوں پر صلیب بھی سجائی جاتی ہے جیسا کہ حال ہی میں سینٹ میری ہائی اسکول حیدر آباد کے بارے میں خبر روزنامہ جنگ کراچی میں مورخہ یکم نومبر ۱۹۹۳ء کو شائع ہوئی ہے یہ تھی اس رواداری اور اقلیتوں سے طرز عمل کی ایک ہلکی سی جھلک۔ اگر ہمارے دانشور' ہمارے اس طرز عمل پر مطمئن نہیں تو پھر ہم ان سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ کیا یہ رواداری ہو گی؟ کہ ہم بھی گرجوں کو آگ لگا دیں جس طرح کہ لیوٹن' آشٹن' دلور' ہیسٹن' برمنگھم' اولڈھم' ڈڈلے اور باٹلے میں مساجد کو آگ لگائی گئی تھی؟

کیا ہم بھی عیسائی خاندان کو زندہ جلا دیں جس طرح کہ والتھم فرسٹ (لندن) بیگریو روڈ پر محمد یونس خان کی بیوی اور تین بچوں کو محض مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کے مکان سمیت آگ لگا دی گئی تھی؟ کیا ہم بھی گرجوں میں علی الصبح اور رات کو عشاء کے وقت بجنے والے گھڑیال اور گھنٹے پر پابندی لگا دیں؟ جس طرح کہ برطانیہ میں اسپیکر پر اذان دینے کی پابندی ہے؟ کیا ہم بھی مذہبی تہواروں پر تعطیل بند کر دیں؟ جس طرح کہ برطانیہ کی مسلم اقلیت اس حق سے محروم ہے کیا ہم بھی مخصوص کوٹے پر فائز صوبائی اور قومی اسمبلی کے اقلیتی ممبران کی چھٹی کروا دیں؟ جس طرح کہ برطانیہ میں ۲۵ لاکھ مسلمانوں کا کوئی نمائندہ بھی اسمبلی میں نہیں۔ کیا ہم بھی اقلیت کش جماعتیں بنالیں؟ جس طرح کہ برٹش موومنٹ اور نیشنل فرنٹ بنا دی گئی ہیں؟ کیا ہم بھی عیسائیت اور ان کی مقدس شخصیات کے بارے میں زہر اگلنے والی زبانوں کو تحفظ دے دیں؟ جس طرح کہ سلمان رشدی کو حفاظت دی گئی ہے؟ کیا ہم بھی جوتوں پر بائیبل کے الفاظ نقش کروا دیں؟ جس طرح کہ ییشر میں عیسائی عورت کلمہ طیبہ والے جوتے فروخت کیا کرتی تھی؟ مگر مسئلہ تو یہ ہے کہ ہم ایسا کر ہی نہیں سکتے کہ ہمیں اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اور پھر جبکہ ہم یہ سب کچھ نہیں کر رہے اور نہ ہی کر سکتے ہیں تو خدا کے لئے ہمیں عدم رواداری اور ناقص طرز عمل کے طعنے بھی نہ دیجئے۔ ہم تو پہلے ہی دل جلے ہیں ہمیں اور نہ جلائیے۔ یہ ملک جس کی بنیادوں میں ۳۰ لاکھ مسلمانوں کے لاشے دفن ہیں آج اس ملک کی اسمبلی کو اسلامی ایوان کہنے پر بھی ہماری اقلیتیں سیخ پا ہو جاتی ہیں (روزنامہ جنگ لاہور ۲۱ دسمبر ۱۹۹۳ء) جس محمد عربی ﷺ کے پیارے نظام کو نافذ کرنے کے لئے ہم نے قربانیاں دی تھیں آج اس کی عزت و عصمت بھی محفوظ نہیں رہی۔ اگر مسلمانوں کے لگاتار مطالبے پر اس ذات اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والی زبانوں کے لئے کوئی قانون بنا ہے تو ہماری اقلیتیں اس کے بھی درپے ہیں۔ نفاذ اسلام کے لئے اگر کبھی شریعت بل کے نام سے کوئی کوشش کی گئی تو ہماری یہ محبوب اقلیتیں اسے ملائیت بنیاد پرستی' شرارت بل اور آکاس بیل کہتی ہیں (مسیحی ماہنامہ کارتیاس لاہور اگست ۹۳) دن رات اپنے رسائل میں ہمارے عقائد و نظریات کا مذاق اڑاتی ہیں نہ صرف مذاق بلکہ جلسے' جلوس اور ناروا پروپیگنڈہ کے طوفان اٹھاتی ہیں۔

بڑے بڑے ہوٹلوں میں سینکڑوں حاضرین کی خاطر تواضع کرتے ہوئے پاکستان کے آئینی' سیاسی' معاشی' اقتصادی اور لسانی حقوق کے بحران پر سیمینار کرواتی ہیں۔ ایک ہمارا بڑا معصوم سا مطالبہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ تھا مگر اس کے خلاف بھی یہ خم ٹھونک کر میدان میں نکل آتی ہیں نہ صرف جلسے جلوس اور بھوک ہڑتالیں بلکہ پاکستان میں بوسنیا جیسے حالات کے پیدا ہونے کی دھمکی بھی دیتی ہیں۔ ہم تو اتنے روادار ہیں کہ ہم نے ایک ایسی اقلیت جو پاکستان میں انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے ان کے گوردواروں کی توسیع کے لئے ساڑھے تین کروڑ وقف کر دیئے ہیں صرف ایک گوردوارہ واقع سچا سودا فاروق آباد پر ۳۵ لاکھ لگا دیئے ہیں اور اس اقلیت کا جلوس ہر سال اس شان سے نکلتا ہے کہ آگے آگے پانچ سکھ پیلے جھنڈے اٹھا کر چلتے ہیں ان کے پیچھے پانچ پیادے ننگی تلواریں سونت کر چلتے ہیں اور "جو بولے سو نہال ست سری اکال" کے نعروں سے یہ سرزمین اسلام گونج اٹھتی ہے مگر پھر بھی یہ آواز لگتی ہے کہ ہم اپنی اقلیتوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ یہاں تو ۹۷ فیصد آبادی کو اپنے مذہبی شعار کے تحفظ کی ضمانت نہیں جبکہ باقی تین فیصد کو ہر ضمانت ہر سہولت حاصل ہے۔ ایسے میں کون ہے جو ہمارے آنسو خشک کرے ہمارے زخموں پر مرہم رکھے ہماری فراست آنکھوں خزاں چہرے اور ویرانیاں دل کی لائن ۔ ۔

لے۔

مگر یہ کون کرے گا کہ جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

قریشی صاحب! آپ تو ان دو چار لوگوں میں شامل ہیں جن سے ہماری امید کے دیئے روشن ہیں۔ اب آپ سے کیا چھپا ہے کیا آپ نہیں جانتے کہ ہم تو رتہ دوہتڑ توہین رسالت ﷺ کے کیس کے مجرموں کو بھی ضمانت پر رہا کر دیتے ہیں ہم تو ایمپریس روڈ سے لے کر مال روڈ تک حضرت مسیح کی الوہیت اور خدائی کا اعلان کرنے والے بینروں کے نیچے سے بھی سر جھکا کے گزر جاتے ہیں ہم تو روا داری، فیاضی و مروت کی سرحدیں عبور کرتے ہوئے بزدلی اور بے حمیتی کی اس وادی میں آن کھڑے ہیں جہاں دشمن ہم پر گولی چلانا بھی حماقت سمجھتا ہے جیسا کہ سرب صدر نے کہا تھا۔ ہاں واقعی اس نے ٹھیک کہا تھا کہ ہم تو ویسے ہی روا داری کے ہاتھوں مرے جاتے ہیں گولی چلانے کی کیا ضرورت۔ قریشی صاحب اور فرمایئے آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ ہم نے مانا کہ یہ پیغام "آپ کا پیغام" نہیں مگر لوگ کہتے ہیں کہ یہ ضروری تو نہیں کہ ہر بڑے کی ہر بات بڑی ہو اور پھر جبکہ وہ دیا بھی ہو!

●●●

رتہ دوہتڑ توہین رسالت کیس

مولانا زاہد الراشدی

روز نامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ جنوری ۱۹۹۴ء کی خبر کے مطابق لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس ایس ایم زبیر نے توہین رسالت مآب ﷺ کے مقدمہ میں ملوث دو عیسائیوں منظور مسیح اور رحمت مسیح کی ضمانت منظور کر لی ہے اس کیس کے تیسرے ملزم سلامت مسیح کی ضمانت اس سے قبل سیشن کورٹ گوجرانوالہ سے منظور ہو چکی ہے جبکہ لاہور ہائی کورٹ نے ملزموں کی درخواست پر کیس کی سماعت بھی گوجرانوالہ سیشن کورٹ سے لاہور سیشن کورٹ میں منتقل کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

توہین رسالت کا یہ کیس ضلع گوجرانوالہ کے تھانہ لدھا کے گاؤں رتہ دوہتڑ میں گزشتہ سال ۹ مئی کو رونما ہونے والے ایک مبینہ واقعہ کی بنیاد پر سیشن کورٹ گوجرانوالہ میں چل رہا ہے جس میں مذکورہ تینوں ملزم گرفتار تھے اور اس کیس کے بارے میں بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کے مسلسل پراپیگنڈہ اور بیرونی لابیوں کی دلچسپی نے اسے عالمی شہرت دے دی ہے کیس کی پیروی ملزموں کی طرف سے ہیومن رائٹس کمیشن کی راہنما عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ اور ان کے رفقاء کر رہے ہیں جبکہ مسلمانوں کی طرف سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قائم کردہ وکلاء کا گروپ کیس کی پیروی کر رہا ہے جس میں سید عنایت اللہ ہاشمی ایڈووکیٹ اور شیخ امان ایڈووکیٹ شامل ہیں اور اب کیس میں بیرونی لابیوں کی روز افزوں دلچسپی کے باعث گوجرانوالہ کے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام نے تحفظ ناموس رسالت ایکشن کمیٹی قائم کر لی ہے جس کے صدر مولانا عبد العزیز چشتی اور سیکرٹری ڈاکٹر غلام محمد ہیں۔

گزشتہ دنوں ایکشن کمیٹی کی طرف سے ڈاکٹر غلام محمد اور مولانا علی احمد جامی پر مشتمل وفد نے رتہ دوہتڑ گاؤں کا دورہ کیا اور بیرونی لابیوں اور پریس کی طرف سے مسلسل کئے جانے والے پروپیگنڈہ کے پس منظر میں حالات کا جائزہ لیتے ہوئے گاؤں کے باشندوں سے حقائق و واقعات معلوم کئے بین الاقوامی ذرائع ابلاغ جن میں بی بی سی وائس آف امریکہ اور آل انڈیا ریڈیو پیش پیش ہیں اس کیس کے بارے میں متعدد پروگرام نشر کر چکے ہیں اور اخبارات میں بھی خبروں اور مضامین کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

○ پاکستان میں گستاخ رسول کے لئے موت کی سزا کا نافذ شدہ قانون انسانی حقوق کے منافی ہے یہ قانون پاکستان میں اقلیتوں کو دبانے کے لئے نافذ کیا گیا ہے اور اس کی آڑ میں اقلیتوں کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کئے جا رہے ہیں۔

○ رتہ دوہتڑ کیس بھی ذاتی دشمنی پر مبنی ہے گاؤں کے زمینداروں کے ساتھ ملزمان کا جھگڑا تھا اور زمینداروں نے انہیں جھوٹے مقدمہ میں الجھا دیا ہے۔

○ کیس اب تک گوجرانوالہ سیشن کورٹ میں زیر سماعت رہا ہے اور اب ہائی کورٹ کے حکم پر لاہور سیشن کورٹ میں منتقل ہو گیا ہے اس لئے عدالت میں زیر سماعت مقدمہ کے حوالے سے کچھ عرض کرنا اصولی طور پر کچھ مناسب نظر نہیں آتا لیکن اس کیس میں بیرونی لابیوں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کے یکطرفہ پراپیگنڈہ اور امریکی حکومت کی مبینہ مداخلت کے پیش نظر یہ بات اس سے زیادہ نامناسب ہو گی کہ تصویر کے دوسرے رخ اور علاقہ کے مسلمانوں کے موقف سے رائے عامہ کو بے خبر رکھا جائے اور محض اس انتظار میں یکطرفہ پراپیگنڈہ کو گوارا کیا جاتا رہے کہ کیس کا فیصلہ ہونے پر حقائق خود بخود سامنے آ جائیں گے اس لئے واقعات کی ترتیب اور علاقہ کے مسلمانوں کے موقف پر مشتمل چند معروضات قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہیں۔

رحمت مسیح

تھانہ کوٹ لدھا کے گاؤں پھوکرپور کا رحمت مسیح ولد نانک مسیح جو ایک تعلیم یافتہ شخص ہے اور گاؤں میں مسیحی عبادت گاہ قائم کر کے تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف رہتا ہے مذکورہ کیس کا ایک اہم ملزم ہے اس کے ساتھ گاؤں کے مسلمانوں کا تنازعہ کافی عرصہ سے چلا آ رہا ہے یہ تنازعہ دو باتوں پر رہا ہے ایک اس پر کہ رحمت مسیح مسیحی عبادت گاہ پر لاؤڈ اسپیکر لگا کر اپنے مذہب کی تبلیغ کرتا ہے اور دوران تبلیغ جناب نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ایسی باتیں بھی کر جاتا ہے جو مسلمانوں کو ناگوار گزرتی ہیں اور دوسری بات یہ کہ گاؤں میں قرآن کریم کے اوراق کی بے حرمتی کے بعض واقعات رونما ہوئے جن کے بارے میں گاؤں کے مسلمانوں کا شبہ ہے کہ رحمت مسیح اس قسم کے واقعات کا مرتکب ہے اس سلسلہ میں ایک بار تھانہ تک نوبت گئی اور علاقہ کے معززین نے درمیان میں آ کر معاملہ رفع دفع کرا دیا اور دوسری بار علاقہ مجسٹریٹ تک بات پہنچی اور انہوں۔ رحمت مسیح کے تحریری معذرت نامہ پر معاملہ نمٹا دیا یہ تحریری معذرت نامہ ۲ جولائی ۹۳ء کا تحریر کردہ ہے اور میں نے خود اس کی فوٹو کاپی دیکھی ہے۔

رتہ دوہتڑ کیس

رحمت مسیح مذکور کے گاؤں پھوکرپور سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع گاؤں رتہ دوہتڑ کی جامع مسجد میں مئی ۹۳ء کے دوران اچانک ایسی پرچیاں ملنا شروع ہو گئیں جن میں جناب رسالت مآب ﷺ کی شان اقدس میں گستاخانہ جملے درج ہوتے پرچیاں مسجد میں پھینکی جاتیں اور پھینکنے والوں کا پتہ نہ چلتا گاؤں کے لوگ پریشان ہو گئے کچھ لوگوں نے ٹوہ لگانا شروع کی ۹ مئی ۹۳ء کا واقعہ ہے کہ مسجد مذکورہ کے امام حافظ محمد فضل حق اور اس کے ساتھ محمد بخش گوجر نمبردار اور حاجی محمد اکرم نے تین افراد کو گاؤں کی ایک دیوار پر اس قسم کے گستاخانہ جملے لکھتے دیکھ لیا ان تین افراد میں ایک مذکور رحمت مسیح تھا اور دو افراد منظور مسیح اور سلامت مسیح تھا جو اس کیس کے تین ملزمان ہیں حافظ فضل حق اور ان کے رفقاء نے ملزمان کو پکڑنے کی کوشش کی رحمت مسیح بھاگ گیا اور دوسرے دونوں پکڑے گئے اور ان کے پاس اس قسم کی پرچیاں بھی ملیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے انہیں تھانہ لے جایا گیا پولیس نے انہیں حوالات میں بند کر دیا لیکن مقدمہ درج کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیا گیا۔

ماسٹر عنایت اللہ

گاؤں والوں نے جب دیکھا کہ پولیس مقدمہ درج کرنے میں ٹال مٹول کر رہی ہے تو اس سلسلہ میں تھانہ کوٹ لدھا ہی کے ایک اور گاؤں کوٹ لالہ کے ماسٹر عنایت اللہ سے ملے اور ان سے کیس کے اندراج کے سلسلہ میں تعاون کی د. . . . کی، ماسٹر عنایت اور مذکور کا تعارف یہ ہے کہ وہ

پرائمری اسکول کے ٹیچر ہیں اور پرجوش مذہبی کارکن ہیں حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت اور اس کے بعد متعدد تحریکات میں حصہ لے چکے ہیں قید و بند کے مراحل سے کئی بار گزرے ہیں گاؤں میں دو بار قادیانی لاش کے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے میں رکاوٹ بن چکے ہیں اور اس نوعیت کے مذہبی معاملات میں انتہائی جرات اور جوش و جذبہ کے ساتھ علاقہ کے مسلمانوں کی راہ نمائی کرتے ہیں جس کی وجہ سے لوگ ان کا احترام کرتے ہیں اسی وجہ سے رتہ دوھتنڑ کے مسلمان بھی ان کے پاس آئے کہ تھانہ کوٹ لدھا کی پولیس توہین رسالت کے مبینہ واقعہ کے ملزمان کے خلاف مقدمہ درج نہیں کر رہی اس لئے وہ ان سے تعاون کریں چنانچہ ماسٹر عنایت اللہ نے اردگرد کے دیہات سے مسلمانوں کو جمع کیا اور تھانہ پہنچ گئے واقعہ کی خبریں کر دوسرے دیہات سے بھی مسلمان کوٹ لدھا میں جمع ہو چکے تھے یہ واقعہ ۱۱ مئی کا ہے لوگوں نے تھانہ کوٹ لدھا کا گھیراؤ کر لیا اور حافظ آباد سے گوجرانوالہ جانے والا روڈ بلاک کر دیا بالآخر عوام کے احتجاج کے بعد وقوعہ کے تیسرے روز پولیس نے ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کیا اب اس کے بعد مسئلہ تیسرے ملزم رحمت مسیح کی گرفتاری کا تھا جس کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ گوجرانوالہ میں ایک مسیحی ایم پی اے کے گھر میں چھپا ہوا ہے اور اسے بیرون ملک بھجوانے کی سازش ہو رہی ہے ماسٹر عنایت اللہ اور گوجرانوالہ کے علماء نے ضلعی انتظامیہ سے بات کی جس پر رحمت مسیح کو گرفتار کر لیا گیا اور تینوں ملزم جیل بھیج دیئے گئے۔

ضمانت کی کوشش

ملزمان کے خلاف مقدمہ توہین رسالت کے قانون کے تحت درج ہوا جس کی سزا موت ہے اور سیشن کورٹ میں مقدمہ کی سماعت شروع ہو گئی ملزمان کی طرف سے اپنی گرفتاری کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی گئی جو ۲۰ جون کو خارج کر دی گئی سیشن کورٹ گوجرانوالہ میں بھی ضمانت کی درخواست دائر ہوئی جو ۱۰ جولائی کو عدم پیروی کی بناء پر خارج ہو گئی۔

بیرونی لابیوں کی دلچسپی

اس دوران اس کیس میں بیرونی لابیوں اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کی دلچسپی کا اظہار شروع ہو گیا چنانچہ آل انڈیا ریڈیو نے ۱۱ جولائی کو اس کیس کے حوالہ سے پروگرام نشر کیا جس میں گستاخ رسول ﷺ کے لئے موت کی سزا کے قانون کو ہدف تنقید بنایا گیا اور ماسٹر عنایت اللہ کی کردار کشی کی گئی اس کے ساتھ ہی بیرونی ممالک سے وفود کی گوجرانوالہ آمد کا آغاز ہو گیا کئی وفود گاؤں رتہ دوھتنڑ تک پہنچے بعض ضلعی انتظامیہ سے ملے کچھ نے عدالتی افسران سے بھی ملاقاتیں کیں انڈیا ریڈیو نے اس کے بعد بھی ایک بار اس کیس کے بارے میں پروگرام نشر کیا جبکہ بی بی سی اور وائس آف امریکہ نے بھی کیس پر تبصرے کئے اور اخبارات و جرائد میں توہین رسالت کی سزا کے قانون اور رتہ دوھتنڑ کیس کے بارے میں مضامین اور خبروں کا سلسلہ چل پڑا۔

ہیومن رائٹس کمیشن

بیرونی لابیوں کی دلچسپی کے ساتھ ہی پاکستان کا ہیومن رائٹس کمیشن بھی متحرک ہو گیا اور کمیشن کی سربراہ عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ نے کیس کی پیروی اپنے ہاتھ میں لے لی اور ان کی طرف سے سیشن کورٹ گوجرانوالہ میں ضمانت کی درخواست دوبارہ دائر کر دی گئی کیس کی پیروی کے لئے عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ کے ساتھ حنا جیلانی ایڈووکیٹ اور نعیم شاکر ایڈووکیٹ گوجرانوالہ آنے لگے۔

مدیحہ لودھی کی آمد

مبینہ طور پر اس دوران امریکہ میں پاکستان کی موجودہ سفیر مدیحہ لودھی بھی ایک امریکی صحافی کے ہمراہ گوجرانوالہ آئیں اور سیشن کورٹ کے ایک ذمہ دار عدالتی افسر سے ملاقات کر کے ملزمان کی ضمانت کے بارے میں بات چیت کی۔

رابن رافیل کی مداخلت

روزنامہ مساوات لاہور ۸ نومبر ۹۳ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق امریکہ کی نائب وزیر خارجہ مسز رابن رافیل نے اپنے دورہ اسلام آباد کے موقع پر وزیر اعظم پاکستان کے ساتھ مذاکرات کی میز پر رتہ دوھتنڑ کیس کا معاملہ اٹھایا اور سیکرٹری خارجہ پاکستان نے انہیں یقین دلایا کہ ملزمان کو ضمانت پر رہا کر دیا جائے گا۔

ایک ملزم کی ضمانت

وکلاء صفائی نے کیس کے ایک ملزم سلامت مسیح کے بارے میں یہ موقف اختیار کیا کہ وہ نابالغ ہے اس لئے اس کی ضمانت لی جائے اسے نابالغ ثابت کرنے کے لئے اس کی عمر کے بارے میں حافظ آباد چرچ کا سرٹیفکیٹ پیش کیا گیا اور سیشن کورٹ نے ملزم کی ضمانت اس کیفیت کے ساتھ منظور کر لی کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۴ نومبر میں شائع شدہ خبر کے مطابق پاکستان میں مقیم ایک اعلیٰ امریکی افسر نے پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کو اس گرفتاری کے متعلق اطلاع دیتے ہوئے ملزم کی رہائی کا مطالبہ کیا چنانچہ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ سے حکومت پنجاب کے ایک اعلیٰ افسر کو سلامت مسیح کی رہائی کے متعلق حکم دیا گیا جس نے معقول ضمانتیں میسر نہ ہونے کی بناء پر اور اعلیٰ افسروں کی ناراضگی کے خوف سے خود پچاس ہزار روپے کی ذاتی ضمانت دے کر ملزم سلامت مسیح کو رہا کرایا۔

سیشن کورٹ نے سلامت مسیح کی ضمانت پیش کردہ سرٹیفکیٹ کے مطابق نابالغ ہونے کی بناء پر منظور کر لی جبکہ دوسرے ملزمان کی ضمانت مسترد کر دی جس کے خلاف ہائی کورٹ لاہور میں اپیل کی گئی اور ۱۲ جنوری کو ان کی ضمانت بھی ہائی کورٹ نے منظور کر لی۔

وزیر اعظم کا انکوائری آرڈر

روزنامہ جنگ لاہور ۲۱ دسمبر ۹۳ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے توہین رسالت کے مقدمہ کے حوالے سے ہدایت کی ہے کہ اس امر کی تحقیقات کی جائے کہ یہ مقدمہ ذاتی دشمنی کے حوالے سے بنایا گیا ہے تو اسے فی الفور واپس لے لیا جائے ورنہ متعلقہ قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے پتہ چلا ہے کہ اس ضمن میں فوری تحقیقات شروع کر دی گئی ہیں اور وزیر اعظم کی ہدایات کی روشنی میں ذاتی دشمنی ثابت ہونے پر مقدمہ واپس لے لیا جائے گا۔

اس خبر کی اشاعت کے دو روز بعد راقم الحروف نے تحفظ ناموس رسالت ایکشن کمیٹی کے سیکرٹری ڈاکٹر غلام محمد اور اہلحدیث راہ نما میاں حبیب الرحمن اہل کے ہمراہ کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن جناب جلیل عباس سے ملاقات کی اور ان سے گزارش کی کہ اس انکوائری میں ایکشن کمیٹی کو بھی شریک کیا جائے ورنہ انکوائری یکطرفہ سمجھی جائے گی کمشنر موصوف نے انکوائری کے بارے میں قطعی لاعلمی کا اظہار کیا اور بتایا کہ انہیں اس سلسلے میں کوئی باضابطہ اطلاع نہیں ملی انہوں نے وعدہ کیا کہ انکوائری کی صورت میں ایکشن کمیٹی کو بھی شریک کیا جائے گا لیکن ابھی تک کسی قسم کی کوئی انکوائری گوجرانوالہ یا رتہ دوھتنڑ میں نہیں ہوئی ایک بار گاؤں کے لوگ تھانہ میں جمع ہوئے مگر بتایا گیا کہ کوئی انکوائری نہیں ہے۔ یہ ہے ان واقعات کا ایک سرسری خاکہ جو رتہ دوھتنڑ کیس کے آغاز سے اب تک سامنے آیا اور ان کی روشنی میں قارئین بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کے اس الزام کی حقیقت اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کیس ذاتی دشمنی کی بناء پر درج کرایا گیا ہے۔

جہاں تک توہین رسالت پر موت کی سزا کا قانون کو انسانی حقوق کے منافی قرار دینے کا تعلق ہے مغربی لابیوں کا یہ موقف نیا نہیں ہے اور سلمان رشدی کے حوالے سے بھی مغربی لابیاں اس موقف کا اظہار کر چکی ہیں اور اسی بنیاد پر اس بدباطن گستاخ رسول ﷺ کی حمایت و تحفظ کا مسلسل اہتمام کیا جا رہا ہے لیکن عالم اسلام نے مغربی لابیوں کے اس موقف کو مسترد کر دیا ہے کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہر پیغمبر کی عزت و ناموس کا تحفظ مسلمانوں کے ایمان کا تقاضہ اور بنیاد ہے مسلمان ہر چیز برداشت کر سکتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں ادنیٰ درجہ کی توہین بھی برداشت نہیں کر سکتا پھر اس قانون پر تنقید کرنے والی لابیاں اپنے موقف پر خود بھی ذرا غور کریں کہ وہ توہین رسول ﷺ پر سزا کے قانون کو انسانی حقوق کے منافی قرار دے کر آخر کہنا کیا چاہتی ہیں کیا ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے معصوم پیغمبروں کی توہین کرنا اور نعوذ باللہ انہیں گالیاں دینا بھی انسانی حقوق میں شامل ہے۔

آئندہ پروگرام اور خدشات

رتہ دوھتنر کیس کے تینوں ملزموں کی ضمانت ہو جانے کے بعد علاقہ کے مسلمان اس خدشہ کا اظہار کر رہے ہیں کہ ان ملزموں کو بیرون ملک منتقل کرنے کا پروگرام طے ہو چکا ہے اور اس پر چند دنوں میں عملدرآمد ہو جائے گا اس خدشہ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور بیرونی لابیاں جس طرح اس کیس میں دلچسپی لے رہی ہیں اس کے پیش نظر محسوس ہوتا ہے کہ ملزمان کو بیرون ملک منتقل کرنے کا پروگرام حکومت پاکستان سے مخفی نہیں ہے اسی لئے دینی حلقوں کا کہنا ہے کہ اگر ملزمان بیرون ملک منتقل ہو گئے تو اس کی ذمہ دار حکومت پاکستان ہو گی اسی بناء پر کیس کی پیروی کرنے والے وکلاء کی طرف سے ہائی کورٹ میں چند درخواستیں دائر کرنے پر غور ہو رہا ہے ایک یہ کہ حکومت کو پابند کیا جائے کہ ملزمان پر نظر رکھی جائے اور کیس کا فیصلہ ہونے تک انہیں ملک سے باہر جانے سے روکا جائے اور دوسری یہ کہ کیس سماعت ہائی کورٹ خود کرے اس کے ساتھ ہی ہائی کورٹ کے فل بنچ کے سامنے ملزمان کی ضمانتوں کی منسوخی کی درخواست بھی دائر کی جا رہی ہے۔

پبلک انکوائری کمیٹی

توہین رسالت پر موت کی سزا کے قانون پر مغربی لابیوں کی تنقید اور رتہ دوھتنر کیس کو ذاتی دشمنی کا نتیجہ قرار دینے کے پراپیگنڈہ کا جائزہ لینے کے لئے ورلڈ اسلامک فورم کی طرف سے پبلک انکوائری کمیٹی کام کر رہی ہے جس کے سربراہ ریٹائرڈ سیشن جج جناب محمد افضل سہیل اور سیکرٹری مولانا علی احمد جامی ہیں جبکہ ارکان میں میاں مسعود احمد ایڈووکیٹ نوید انور نوید ایڈووکیٹ محمد اقبال بھٹی ایڈووکیٹ مولانا خالد حسن مجددی میاں حبیب الرحمٰن ایلی مولانا سید عبد المالک شاہ اور عنصر اقبال رندھاوا شامل ہیں یہ کمیٹی مغربی ذرائع ابلاغ کے پراپیگنڈہ کو سامنے رکھتے ہوئے توہین رسالت پر موت کی سزا کے قانون اور رتہ دوھتنر کیس کے بارے میں تفصیلی رپورٹ مرتب کر رہی ہے جسے ورلڈ اسلامک فورم کی طرف سے عالمی اداروں اور بین الاقوامی پریس کو بھجوایا جائے گا امید ہے کہ انکوائری کمیٹی اپنی رپورٹ ماہ رواں کے دوران مکمل کرے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

رپورٹ سالانہ تربیتی رد قادیانیت کورس ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان کے مرکزی دفتر میں ۱۵ شعبان سے پندرہ روزہ رد قادیانیت کورس کا انعقاد کیا گیا۔

ملک بھر سے ممتاز علماء کرام اور اسکالرز نے صبح و شام ۳۸ کلاسز سے خطابات فرمائے۔

ملک کے کونے کونے سے طلباء مدارس کالجز کے طلباء اور یونیورسٹیز کے طلباء نے بھرپور شرکت کی۔ اور یوں یہ کورس اپنی نوعیت کے اعتبار سے گزشتہ سالوں سے بہت کامیاب رہا۔

کورس میں علماء و اسکالرز نے رد عیسائیت اور رد مرزائیت پر گراں قدر دروس دیئے جن میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری' حضرت مولانا اللہ وسایا' حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی حضرت مولانا جمال الحسینی حضرت مولانا محمد عبد اللہ (بھکر) حضرت مولانا عبد اللطیف حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' حضرت مولانا صاحبزادہ طارق محمود ایڈیٹر ہفت روزہ لولاک فیصل آباد۔ مولانا عبد الرحمان یعقوب باوا ایڈیٹر ہفت روزہ ختم نبوت کراچی جناب اشتیاق احمد (مشہور ناول نگار) اور جناب محمد متین خالد نے رد مرزائیت اور رد عیسائیت کے ایک ایک نکتہ پر خوب سیر حاصل بحث کی۔ جن میں رفع و نزول عیسیٰ ختم نبوت اور قادیانی وساوس۔ حیات عیسیٰ کذب مرزا قادیانی مسئلہ ختم نبوت کی زبور' انجیل اور تورات میں صراحت مسئلہ ابنیت اللہ کی تردید قرآن اور دیگر آسمانی کتب سے قادیانی اشتعال انگیزیوں کا تجزیہ۔ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ مرزا قادیانی کے جھوٹ اپنی تحریرات کے آئینہ میں مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کی صداقت کا معیار اور تاویلات مرزائیوں کی موجودہ ارتدادی سرگرمیوں کا توڑ۔ اور مرزائیوں کی ملک دشمنی ہر ہر زاویہ نظر سے واضح اور بیان کی گئیں۔

اس فقید المثال اور قادیانیت کورس کے آخری دن طلباء سے امتحان لیا گیا۔ امتحان میں اول دوئم اور سوئم آنے والے طلباء میں انعام تقسیم کئے گئے۔ لاہور کے محمد کفیل خان اول ضلع مظفر گڑھ کے سیف اللہ دوئم اور ملتان کے قاری غلام سرور تیسرے نمبر پر رہے جبکہ شعبہ امتحان حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی نگرانی میں ایچ ساجد اعوان اور محمد شعیب قریشی کے سپرد تھا پرچہ کی تیاری سے لے کر مارکنگ تک کے تمام مراحل انہیں حضرات نے سرانجام دیئے۔

جن حضرات نے ملک کے کونے کونے سے سفر کرکے اس عظیم الشان کورس میں شرکت کی ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

محمد ناصر محمود بہاولپور محمد صدیق مدنی ملتان عبد القیوم قریشی سانگھڑ عبید الرحمان لودھراں سیف اللہ مظفر گڑھ مولوی محمد سلیمان فاروقی گجرات خلیل الرحمان قاضی رحیم یار خان محمد اجود علی پور مظفر گڑھ محمد مشتاق بہاولپور عبد الباسط اٹک نیاز اللہ نواب شاہ محمد عارف نواب شاہ محمد شعیب قریشی ایبٹ آباد حافظ عبید الرحمان ایبٹ آباد مظہر خان ایبٹ آباد محمد ہارون ایبٹ آباد ایچ ساجد اعوان ایبٹ آباد عبد الرؤف روفی مانسہرہ۔ فضل الرحمان اعوان مانسہرہ اکرام اللہ منڈی بہاؤ الدین طارق اقبال سیالکوٹ محمد نصیب سیالکوٹ حافظ خدا بخش بہاولپور حافظ محمد یوسف عثمانی جہلم اللہ دتہ مجاہد قصور محمد ذاکر ملتان عبد الوہاب صدیقی رحیم یار خان عبد الرحمان لاہور محمد کفیل خان لاہور عمران صابر سیالکوٹ محمد منصور گوجرانوالہ محمد راشد صحاری سانگھڑ سندھ عبد المالک ملتان قاری غلام مصطفےٰ ونو خانیوال عبد الشکور کشمیری لاہور قاضی احسان احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ محمد ایوب طاہر سیالکوٹ محمد گلزار ڈیرہ اسماعیل خان محمد صابر ڈیرہ اسماعیل خان قاری نذیر احمد عثمانی گجرات حافظ عبد الرحمان اعوان میانوالی حافظ محمد اسماعیل رحیم یار خان عبد الغفور حیات ضلع چکوال حافظ محمد زاہد نارووال نذیر حسین ہارونی قصور محمد سلیم لودھراں قاری عبد الغفور فاروقی رحیم خان۔ ولی اللہ لودھراں محمد اصغر سیالکوٹ عبد الحمید مظفر گڑھ عبد الرحیم لودھراں محمد عارف مظفر گڑھ محمد سعید بہاولپور حبیب اللہ صدیقی ملتان غلام ربانی بہاولپور عبد الرزاق ملتان عبد القادر بہاولپور عبد الستار قاسمی بہاولپور غلام مرتضیٰ بہاولنگر کبیر احمد بہاولپور شبیر احمد رحیم یار خان سید ظفر عباس شاہ صدیق آباد ربوہ سجاد حسین شاہ صدیق آباد ربوہ محمد نواز صدیق آباد ربوہ ظفر عباس صدیق آباد ربوہ وحید اختر آباد ربوہ ممتاز علی خان ربوہ حافظ محمد اقبال ضیاء قصور محمد یعقوب شاہین بہاولپور' غلام مصطفےٰ دھاڑی محمد رمضان فاروقی ڈیرہ غازی خان سید ابصار علی ملتان قاری اللہ داد وہاڑی حافظ محمود احمد بہاولپور کے علاوہ پندرہ بیس طلباء ایسے بھی شریک ہوتے

قادیانی جارحیت کے خلاف یوم احتجاج منایا گیا

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیوں' مساجد میں بم کے دھماکے' عالمی مجلس کے رہنما مولانا غلام مصطفیٰ خطیب ربوہ پر قاتلانہ حملہ' دفتر ختم نبوت پر فائرنگ کے خلاف ملک بھر میں یوم احتجاج منایا گیا۔ علماء کرام نے اپنے خطبات جمعہ میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی جارحانہ سرگرمیاں اشتعال انگیزی کا باعث ہیں۔ آئین پر عمل کرتے ہوئے ان کی سرگرمیوں پر قدغن عائد کی جائے۔ بصورت دیگر اسلامیان پاکستان کے ان کے خلاف فیصلہ کن تحریک چلانے پر مجبور ہوں گے۔ نیز انہوں نے کہا کہ ملک کے مختلف حصوں میں ہائی پاور ڈش انٹینا کے ذریعہ پی ٹی وی کی نشریات جام کرکے مداخلت بے جا کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ لہٰذا یہ بوسٹر ہٹائے جائیں۔

رہے جو مقررہ تاریخ سے قبل داخلہ نہ کروا سکے۔ تمام طلباء میں مجلس کی شائع کردہ کتب کے سیٹ اور ڈیڑھ سو روپیہ بطور وظیفہ ادا کیا گیا تمام شرکاء کورس میں گہری دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ اس پندرہ روزہ رد قادیانیت کورس کا اختتام حضرت شیخ الحدیث مولانا فیض احمد کے دعائیہ کلمات پر ہوا۔

●●

فیروز آباد یوپی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام

از منشی انور خاں صاحب ناظم جمعیۃ علماء ضلع فیروز آباد

کئی سالوں سے مرکزی دفتر فیروز آباد میں قادیان گروہ کی سرگرمیوں پر نظر رکھے ہوئے ہے اور حتی الامکان بروقت ان کی روک تھام کی مناسب تدابیر اختیار کرتا رہتا ہے۔

چنانچہ ماہ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ میں مرکزی دفتر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم کی جانب سے دو گراں قدر مبلغین جناب مولانا محمد یامین صاحب مظفر نگری اور جناب مولانا محمد عرفان صاحب بہرائچی نے فیروز آباد کا دورہ فرمایا تاکہ وہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام کے بعد سے قادیانی تحریکات کے تازہ احوال معلوم ہو سکیں، دونوں حضرات کو مقامی ذمہ داران نے ملاقات کے دوران بتایا کہ اس وقت یہاں ان کی ریشہ دوانیاں بند ہیں اور ہم ان کا نوٹس لیتے رہتے ہیں ویسے کافی عرصے سے یہاں کی نئی آبادی میں ان کے دس بارہ گھر ہیں۔

اس مجلس کا قیام ۳۱ اکتوبر و یکم نومبر ۹۳ء کو جمعیۃ علماء فیروز آباد کے زیر اہتمام منعقد کئے عظیم اجلاس سیرۃ النبی و تحفظ ختم نبوت کے موقع پر عمل میں آیا تھا۔

لیکن اس پورے پروگرام کا مفصل رپورٹ تاخیر سے موصول ہوئی تھی اور پھر مختلف وجوہ سے اس کی اشاعت کی نوبت نہ آ سکی۔

بہرحال عام اطلاع اور ریکارڈ کے لئے اس کو حالیہ شمارہ میں شائع کیا جا رہا ہے۔

مولانا محمد عثمان
ناظم مرکزی دفتر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت
دارالعلوم دیوبند

۱۰ اراکین ضلعی و شہری جمعیۃ علماء فیروز آباد کی جانب سے سالہائے گزشتہ کی طرح امسال بھی دو روزہ جلسہ سیرۃ و تحفظ ختم نبوت کا اہتمام کیا گیا جس میں بیرونی و مقامی علماء کرام کے علاوہ معززین شہر نے بڑی تعداد میں شرکت کی ۳۱ اکتوبر کی صبح آٹھ بجے ایک خصوصی پروگرام "تحفظ ختم نبوت" کے عنوان پر مسجد میوہ فروشان میں منعقد ہوا۔ جس میں جناب مولانا شاہ عالم نے قادیانی فتنہ کی نشاندہی فرمائی ان کے بعد جناب مولانا قاری عثمان صاحب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند نے اپنی تقریر میں رد قادیانیت پر روشنی ڈالی اور قادیانیوں کے فتنے سے ہوشیار کرایا۔ بعدہ محترم جناب مولانا سید ارشد مدنی صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند نے فتنہ قادیانیت کے ہر ہر گوشے پر بہترین تقریر فرمائی اور قادیانیوں سے اپنے نوجوانوں کو بچانے کے لئے اصلاحی کمیٹیاں قائم کرنے کی تجویز پیش کی آخر میں قاری محمد عثمان صاحب نے فیروز آباد میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخ قائم کرنے کی تجویز پیش کی جس کی تائید سب ہی سامعین نے کی اور آپ کی تجویز پر فوری طور پر مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل مجلس ختم نبوت کا انتخاب عمل میں آیا۔

سرپرست جناب مولانا فراست حسین صاحب مسجد آغا بزرگ حاجی پورہ و جناب مولانا مولانا عبد العلیم صاحب جیلی جامع مسجد فیروز آباد

صدر مولانا محمد شفیع صاحب قاسمی مہتمم مدرسہ مفتاح العلوم ناظم عمری جناب مولانا محمد عرفان صاحب مہتمم مدرسہ رحمتہ العلوم ناظم نشر و اشاعت مولانا محمد یوسف صاحب قاسمی خازن جناب حاجی جمیل صاحب۔ ممبران۔ حاجی رحمت حسین صاحب، منشی محمد انور خاں صاحب منشی ابو الکلام صاحب حاجی نثار علی صاحب حاجی عید محمد صاحب حاجی اوصاف علی صاحب۔

انتخاب کے بعد مولانا ارشد مدنی صاحب کی دعاء کے بعد صبح کا پروگرام ختم ہو گیا۔ اور بیرونی مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام جمعیۃ العلماء فیروز آباد کے خازن جناب حاجی رحمت حسین صاحب کے دولت کدے پر ہوا۔

۳۱ اکتوبر ۹۳ء بعد نماز عشاء جلسہ سیرت نبوی ﷺ کا انعقاد ہوا جس کا آغاز حافظ محمد شکیل صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جلسے کی صدارت کے فرائض معمر بزرگ حاجی عید محمد صاحب صدر جمعیۃ علماء فیروز آباد نے ادا کی۔ اور نظامت کی ذمہ داری جناب مولانا محمد اشتیاق صاحب نائب صدر جمعیۃ علماء فیروز آباد نے سنبھالا۔ سب سے پہلے دارالعلوم دیوبند کے مبلغ مولانا محمد عرفان صاحب نے قادیانی فتنے پر کھل کر روشنی ڈالی۔ پھر جناب مولانا قاری محمد عثمان صاحب نے سیرت پاک پر عمدہ تقریر فرمائی۔ آخر میں صاحبزادہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں سیرت پاک کی روشنی میں مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی بڑے عالمانہ و حکیمانہ طور پر تلقین فرمائی۔ بعد میں حضرت امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند نے سامعین کو سیرت نبوی کی روشنی میں معاشرے کی اصلاح پر کافی زور دیا اور فرمایا "کہ اہل ایمان کی ترقی کا مدار آنحضرت ﷺ کے حکموں کی تابعداری میں ہے"۔

جلسہ کافی رات تک پر رونق رہا اور آخر میں صدر محترم کی دعا پر پہلے دن کے جلسے کا اختتام ہوا۔

دوسرے دن یکم نومبر ۹۳ء بعد نماز عشاء ۸ بجے شب سے پروگرام شروع ہوا جس کا آغاز جناب قاری قمر الدین صاحب کی تلاوت قرآن پاک و ہدیہ نعت شریف سے ہوا۔

جلسے کی صدارت حاجی عید محمد صاحب نے ہی فرمائی۔ اور نظامت کے فرائض منشی محمد انور خاں صاحب ناظم جمعیۃ علماء فیروز آباد نے انجام دیئے۔

آج کی نشست میں اولاً" دارالعلوم دیوبند کے استاذ مولانا خورشید انور نے سیرت پاک پر بہترین مقالہ پیش فرمایا۔ بعدہ مولانا محمد شفیع صاحب قاسمی و مولانا محمد اشتیاق صاحب نے اپنی اپنی تقریر میں اصلاح معاشرے پر خصوصی طور پر روشنی ڈالی آخر میں جمعیۃ علماء فیروز آباد کے ناظم جناب منشی ابو الکلام صاحب نے مقامی و بیرونی علماء کرام و معزز سامعین کا شکریہ ادا کیا اور ان تمام ہی خواہان ملت جنہوں نے دامے، درمے، سخنے اراکین جمعیۃ علماء کی حوصلہ افزائی کی اور تعاون فرمایا کا بھی شکریہ ادا کیا اور مدرسہ مفتاح العلوم کے طلبہ عزیز جنہوں نے دونوں دن پورے انتظامات میں اپنا تعاون پیش کیا کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اس دو روزہ اجلاس میں اراکین جمعیۃ علماء نے پوری مستعدی اور ذمہ داری سے جلسے کی کارروائی کو پورا کیا۔ جن میں جناب رفیع الدین صاحب عبد الرشید صاحب محمد اشرف علی صاحب حاجی نثار علی صاحب حاجی محمد سلیم حافظ شمس الدین و نیاز حسین حافظ انوار حسین کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے پوری تندہی سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ دوسرے دن بیرون مہمانوں کی ضیافت کا انتظام جمعیۃ کے ایک رکن جناب عبد الرشید صاحب نے کیا۔

●●

سید محمد صادق شاہ صاحب کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسمٰعیل ٹاؤن کی سرپرست اعلیٰ اور خطیب سید محمد صادق شاہ کی چچی محترمہ بقضائے الٰہی ۱۷ رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک اپنے آبائی گاؤں جن پور تحصیل لیاقت پور میں انتقال کر گئیں مرحومہ صوم صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ ادارہ ختم نبوت سید محمد صادق شاہ صاحب سے دلی دکھ کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے آمین قارئین ختم نبوت سے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

Cinkara
Hamdard
سنکارا
صحت کا سرچشمہ
ہر گھر کے لیے گھر بھر کے لیے
ہمدرد کا نصب العین تعمیر صحت ہے۔ بیماریوں سے پاک تندرست معاشرے کے قیام کے لیے ہمدرد نے ہمیشہ اپنی جدوجہد جاری رکھی ہے۔ آج بھی جب غذا میں عدم توازن اور فضا میں آلودگی کے باعث انسان کی قوت مدافعت
متاثر ہو رہی ہے اور زندگی کی تیز رفتاری کے سبب جسمانی توانائی میں کمی کی شکایت عام ہے، ہمدرد اپنی روایت برقرار رکھتے ہوئے توانائی فوراً حاصل کرنے کے لیے نباتی و معدنی مرکب سنکارا پیش کرتا ہے۔
سنکارا صحت بخش مجرب جڑی بوٹیوں اور منتخب معدنی اجزا سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ ایک نہایت موثر نباتی و معدنی مرکب ہے جو تیزی سے توانائی بحال کرتا ہے اور صحت برقرار رکھتا ہے۔
ہر موسم میں ہر عمر کے لیے یکساں مفید سنکارا نباتی و معدنی مرکب — جو زندگی کو ایک ولولۂ تازہ عطا کرتا ہے
Adarts-CIN-1/91

INTERNATIONAL CONSPIRACY OF QADIANI DOMINATION IN PAKISTAN

Is Govt. of Pakistan a party to this plan?

An Analysis in introspection

* USA is exercising pressure on Pakistan to withdraw legal and constitutional measures relating to Qadianis.

* Mirza Tahir Ahmed, head of Qadianis, invited the Indian High Commissioner to a Qadiani congregation in London and, in his presence, engineered slogans of "Long Live Bharat."

* Doctor Abdus Salam, Qadiani Scientist, has announced to hold an International Science Convention in Pakistan to undermine Pakistan's peaceful Atomic Energy project.

* Despite the declaration made by Pakistan Govt., that it would include a column of religion in Identity Cards, it stopped enforcement of its decision.

* Four Qadianis have been inducted as Ambassadors in important countries including Japan.

* Under cover of the proposed annulment of the Eight Amendment to Pakistan Constitution, secular lobbies have sprung into action to do away with the Presidential Ordinance, called the Anti-Islamic Activities of Qadianis (Prohibitions and Punishments) Ordinance of 1984.

* Qadianis have spread a net of International telecasts through dish antennae to misguide simple Musalmans.

IN VIEW OF THE ABOVE FACTS
WHAT IS YOUR RESPONSIBILITY?

Seriously think over and do your soul-searching but before arriving at a decision do measure up the blood-shot sacrifices of those inviolable men of honour who underwent toil and tribulations for a century to uphold the cause of final Prophethood for the benefit of Muslim Ummah.

BEWARE, May not shame and disgrace permeate through us on Doomsday Course before the haloed audience of Janab Khatmul Mursaleen Muhammad-ur-Rasool Allah (Sall Allaho alaihe wasallam). KMS.

GOD FORBID *GOD FORBID* *GOD FORBID*

FROM: Central Body Majlis-e-Amal, Tahaffuz-e-Khatme Nubuwwat, Pakistan, Huzoori Bagh Road, Multan: Phone: 40978.

K.M. SALIM
RAWALPINDI

KHAT ME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

شمع ختم نبوت کے پروانوں اور اہل خیر حضرات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے احباب نے اس لئے قائم کی تھی کہ ملک کی مروجہ سیاست سے الگ تھلگ رہ کر عقیدۂ ختم نبوت و ناموس رسالت کے تحفظ اور جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی (جس سے انگریز حکومت نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے دعوائے نبوت کرایا تھا) کے برپا کردہ فتنے کا ہر محاذ اور ہر میدان میں مقابلہ کیا جائے چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے قیام سے لے کر اب تک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں مصروف ہے۔ عالمی مجلس کے مختلف شعبے ہیں۔

1 **شعبہ تصنیف و تالیف:** یہ شعبہ رد قادیانیت پر مختلف زبانوں میں مفت لٹریچر شائع اور فراہم کرتا ہے۔

2 **شعبہ تبلیغ:** اس شعبہ کے تحت تربیت یافتہ مبلغین کی جماعت اندرون و بیرون ملک پر زور دلائل کے ذریعے قادیانیت کا تعاقب کرتی ہے۔

3 **شعبہ تدریس:** اس شعبہ کے تحت ڈیڑھ درجن سے زائد دینی مدارس ہیں، جن میں مقامی و بیرونی طلباء علوم دین اور قرآن مجید حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، جن کے قیام و طعام اور دیگر اخراجات عالمی مجلس ادا کرتی ہے۔

عالمی مجلس نے روس سے آزادی حاصل کرنے والی مسلم ریاستوں میں قادیانی سازشوں کو ناکام بنایا اور وہاں لاکھوں کی تعداد میں قرآن مجید طبع کرا کے تقسیم کئے۔ قرآن مجید کی طباعت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اس کے علاوہ دینی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ عالمی مجلس کے پاکستان کے ہر بڑے شہر میں دفاتر موجود ہیں، جہاں ہمہ وقتی مبلغ اور کارکن فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔ اس وقت قادیانی اشتعال انگیزیوں کی وجہ سے جماعت کی ذمہ داریوں میں بے حد اضافہ ہو چکا ہے۔ بہت سے منصوبے ایسے ہیں جو تشنہ تکمیل ہیں۔ ہم شمع ختم نبوت کے تمام پروانوں اور اہل خیر حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ آگے بڑھیں اور ختم نبوت کے اس مقدس مشن میں عالمی مجلس کا ہاتھ بٹائیں اور اپنی زکوٰۃ، خیرات، صدقات و عطیات وغیرہ سے جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ **جزاکم اللہ احسن الجزاء۔**

(شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ)	(محقق العصر حضرت مولانا)	(حضرت مولانا)
خان محمد عفی عنہ	محمد یوسف لدھیانوی عفا اللہ عنہ	عزیز الرحمن جالندھری
خانقاہ سراجیہ کندیاں امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	مرکزی ناظم اعلیٰ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

تمام رقوم مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

شائع کردہ :- دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون : ۴۰۹۷۸